

سید سالار مسعود غازی

حیات وارثی



امام انصاری دہلی کے شیخ و تلامذہ علی گڑھ میں شاہ قاسم مرزا (میرزا)

حضرت سید عبد السلام
عرف میں بالکا رحمت
اللہ علیہ کن جلت سے
کتب وارثہ کن یہ
بہترین گاؤں کن کن جو
کہ ایک سلسلہ پویش
گزرت ہے اپنے وقت کے
کمال عربی عالم یا عقل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبد اللہ
شاہ شہید رحمت اللہ
علیہ سے ہیں لکن اسرار
صدور کراچی میں ل کا
مرزا ہے

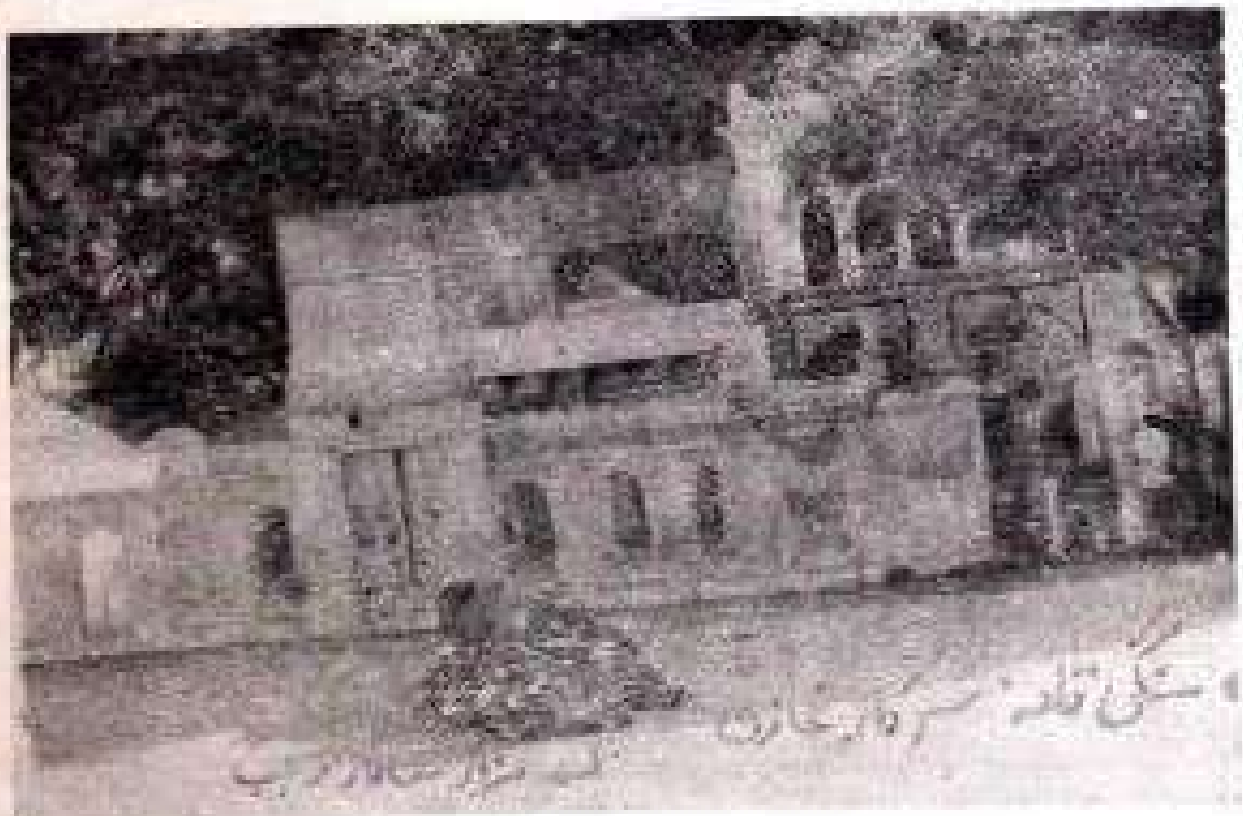
یہ کام وزارت پاک غلام
نواز عظیمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کون وارثی ہیں جلت
منسوب کر کے نہیں
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرتے اگر کون بھی
بدھن یہ کہے کہ اس
نہے ہیں وہ لہف ساقی تو
ملن لیجیے گا کہ یہ
جعوت بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے بھی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے تا کہ
تعارف اور واہ ولی وصول
کرنا

مرائے میرانی سب
وارثوں پر حکم مرشد کن
اشیاع لازم ہے جعوت
بولیے اور واہ ولی سے ہر
سو کریں شکرہ



سید سالار مسعود غازی

حیات و ارثی
Sayed Salar Masood Ghaz

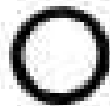


پندرہ سالہ مسعود غازی

○
حیات وارثی

نام کتاب — سید سالار مسعود غازی
 مصنف — سید حیات دہلوی
 سن اشاعت — ۱۹۸۲ء
 ناشر — حیات دہلوی، باغ انوار، کھنڈوا، ۲
 قیمت — ۸۵ روپے
 طبع — ناشر، کھنڈوا
 کتابت — خلیل احمد، کھنڈوا

ماہتمام جنید احمد صدیقی

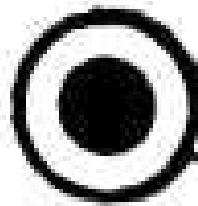


ملنے کے لئے
 دانش مل رین الدولہ پارک، کھنڈوا
 آل انڈیا ہندی اردو سنگم باغ انوار، کھنڈوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

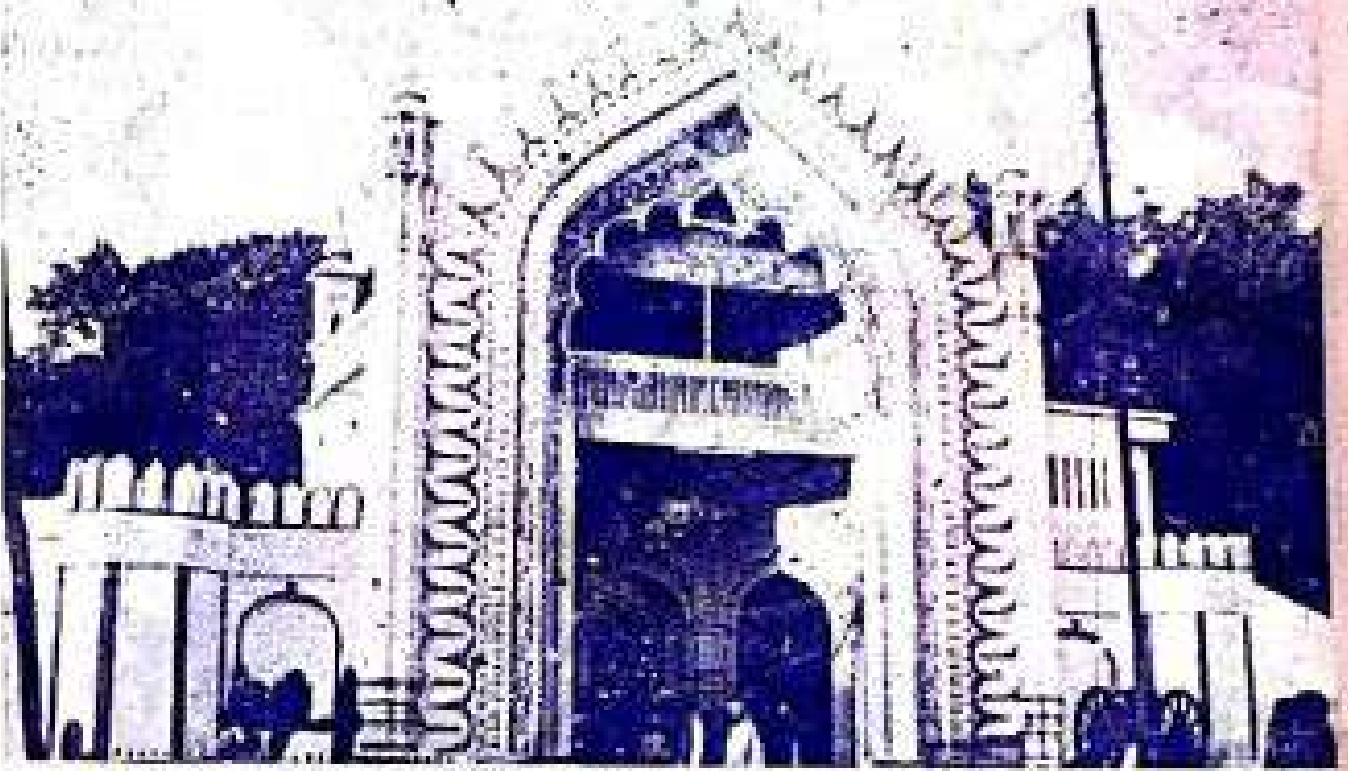
آغاز

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

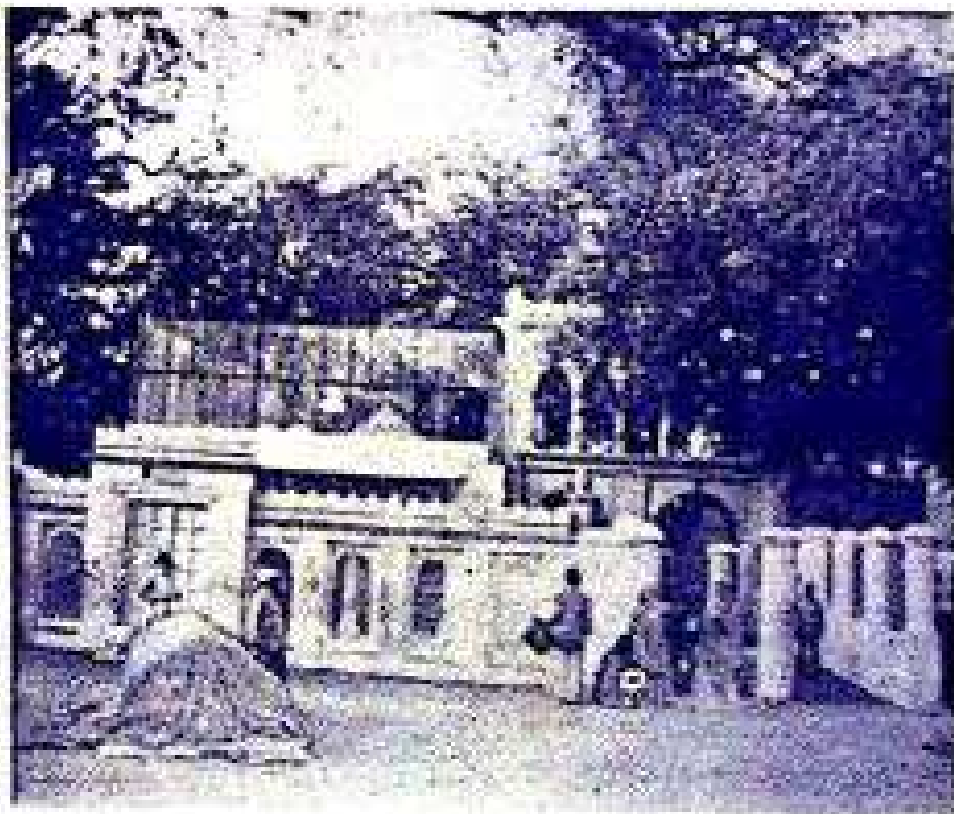


آئینِ جہاں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی
علیہ السلام

● یہ کتاب
 فخر الدین علی احمد سمیورلی کیٹی
 روپے گورنمنٹ کے مالے تعاون
 ے شائع ہوئے —★



نجیریہ پھاٹک درگاہ شریف بہراچہ



آستانہ شریف کابھرا

در بیان فضیلت امام غازی علیه السلام

ایامه المومنین حضرت علی کرم الله وجهه
 حضرت امام محمد حنیف غازی رحمه الله علیه
 حضرت عبد السلام غازی رحمه الله علیه
 سید بطل غازی رحمه الله علیه
 سید ملک آصف غازی رحمه الله علیه
 سید عمر غازی رحمه الله علیه
 سید محمد غازی رحمه الله علیه
 سید یحییٰ غازی رحمه الله علیه
 سید طاهر غازی رحمه الله علیه
 سید عطاء الله رحمه الله علیه
 سید سالار شاہ جو رحمه الله علیه
 سید سالار مسعود غازی رحمه الله علیه

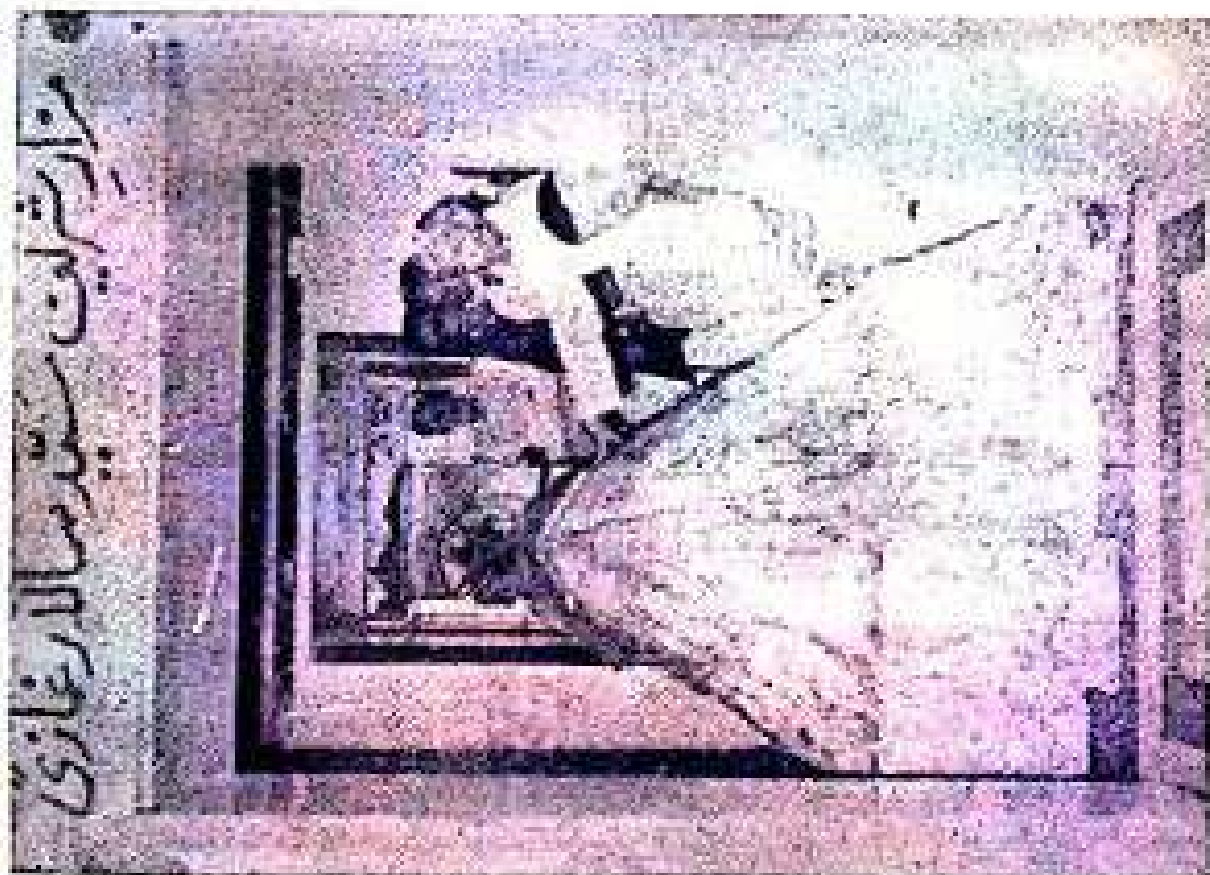
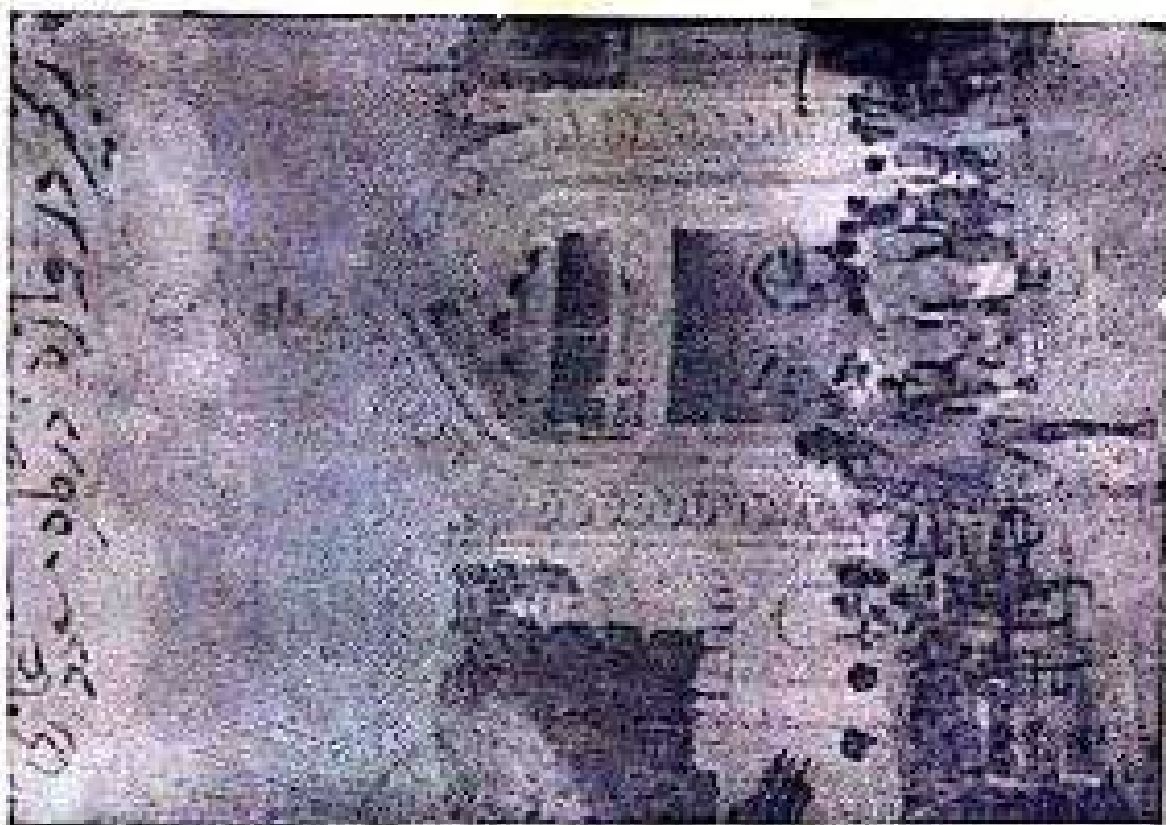
در بیان فضیلت
 امام غازی
 علیه السلام

انتخاب

● — علم دوست، ادب نواز
مہجہ سلطان الشہداء، محترم حکم عالیجناب
محمد نظام الدین ایڈوکیٹ
ایڈمنسٹریٹر درگاہ شریف، پیراچنج

کتاب نام: علوم و اقوال کائنات

☆
سید اویسی



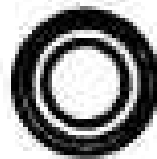


Mr. Nizamuddin Khan, (Advocate)
Administrator :
Dargah Sharif, Bahraich

قدراں کی زندگی کے اصل واقعات عوام کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے
ان کی مقبولیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ
عوام کے تخیل کا ایک حصہ بن کر علاقائی گیتوں میں نمودار ہوئے مگر عقیدت
اور تخیل اکثر و بیشتر بجا ہدایت اور سرفروشانہ زندگی اور رشد و ہدایت کے اصل
چہرے پر پردہ ڈال دیتا ہے۔

حیات و آرٹی جو بھارتی عہد کے ایک اعلیٰ پائے کے شاعر اور
نثر نگار ہیں۔ انھوں نے تاریخی کتب سے استفادہ کر کے سید سالار
مسعود غازی کی زندگی اور کارناموں کو اپنے انفرادی اسلوب میں عوام
کے سامنے پیش کیا ہے۔ تاریخی واقعات کی صحت کی تصدیق کے لئے
مورخ کو کن کن دشوار گزار دادیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کا اندازہ
اہل علم بخوبی کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ جس
دیدہ ریزی، جانفشانی، محنت اور لگن کے ساتھ حیات و آرٹی نے
اس کام کو کیا ہے۔ اور جس بصیرت کے ساتھ ضعیف روایتوں کو نظر
انداز کیا ہے۔ وہ ایک اعلیٰ درجے کے مستند مورخ کا ہی حصہ ہو سکتا ہے
تحقیقی اور تنقیدی الجھنوں کے علاوہ ایک اور دشواری حیات
و آرٹی کی راہ میں حائل ہو سکتی تھی جس کا یہاں تذکرہ غیر مناسب نہ ہوگا
سید سالار مسعود غازی کی شخصیت کے ساتھ ان کی داہانہ عقیدت کے
پیش نظر مجھے یہ خدشہ تھا کہ کہیں حقیقت عقیدت کے پردے میں مستور
نہ ہو جائے۔ مگر حیات و آرٹی اس منزل سے بھی کامیاب و کامراں
گزر گئے۔ ان کی اس کتاب میں عقیدت، حقیقت بن گئی ہے۔ اور
حقیقت نے عقیدت کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ مذہبی اور علمی حلقوں میں حیات و ارثی کی یہ کتاب
 ایک معتبر روایت بن کر نمودار ہوگی۔ اور ہر وہ شخص جو سید سالار مسعود
 غازی سے عقیدت رکھتا ہے اس کتاب میں ان کی زندگی کے مختلف
 نشیب و فراز اور ان کے افکار و فرمودات کی صحیح اور سچی تصویر دیکھے گا۔



امیر کاروان

حضرت سلطان محمد عارف علی شاہ ضا سجادہ آستانہ مخدوم
شیخ سازنگ بگواں شریف

☆ ہندوستان میں مسلمانوں کے ملی تشخص میں جن مجاہدین اور برگزیدہ
شخصیات کو اسی حیثیت حاصل ہے۔ ان میں سید سالار مسعود غازی
کو اولین مقام حاصل ہے۔
ہندوستان کی ملت اسلامیہ کی تاریخ اپنی بے لوث کارکردگی مجاہدانہ
خدمات، جانباز مصلحین کے بالتواتر سرگرم عمل رہنے کا ایک مجموعہ ہے،
جس کے امیر کارواں سید سالار مسعود غازی ہیں۔
سالار غازی علاقوں کے فاتح تھے نہ زمین پر قبضہ بحال رکھنے
کے لئے حملہ آور دستے کے سربراہ۔ سید سالار کو طالع آزمائش شہرت
کا خواہش مند کہنے کی ہمت نہ ان کے معاصرین کو تھی۔ نہ اخلاق کو۔
عالم اسلام نے ہندوستان کی بے نور اور افتراق و انتشار کی
شکار قوم کو ایمان و اخوت کی ڈور میں باندھنے کے لئے اپنے مخصوص
خزینۃ الافراد سے روشن اور گوہر خیز کانوں کا انتخاب اس مقصد سے
پیش کیا تھا کہ یہ خلاصۃ الایمان اس دور دراز علاقے میں نور و نکبت

کے ایسے طور ثبت کر دیں جن سے ہمیشہ ایمان، ایثار، اخلاق اور محبت کے رواں دواں چمے جاری رہیں، جن کی زرخیزی سے یہ جزیرہ ہند ایمان و ایمان کے معاملے میں اپنی حد تک خود کفیل ہو جائے۔

اہل ہند کی سرشت و طبیعت میں ایمان و احتساب کے عناصر داخل کرنے کا جو مجاہدانہ عمل سید سالار مسعود غازیؒ نے انجام دیا ہے اس کا طبعی نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی تاریخ کا کوئی بھی دور ہو، ہر نازک اور ضرورت کے موقع پر دیار ہند نے عزیمت و جہاد سے لے کر ایثار و محبت کی ایسی مثالیں پیش کی ہیں جس کی تفصیل کے لئے مستقل ایک کتاب کی ضرورت ہے۔

سید سالار مسعود غازیؒ نے ہندوستان کی ملت اسلامیہ کو اعلا کلمۃ اللہ کے لئے عزیمت و جہاد کا وہ راستہ دکھایا جس کا مقصد ظالم و جابر اقتدار کے سامنے اہل بدروجنین، حضرت امیر حمزہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت ابو عبیدہؓ، بن ابجرّاح، منشی بن حارثہ، سعد بن ابی وقاصؓ کی داعیانہ اور بلغانہ ثابت قدمی کے وارث پیدا کرنے کی صلاحیت و دلچسپی کرنا تھا۔ سید سالار مسعود غازیؒ کی بے لوث قربانی، مجاہدانہ ایثار، اور جذبہ شہادت نے اصحاب عزیمت کی تاریخ ہندوستان میں قائم کر دی ہندوستان میں داخل ہونے والے مسلمان مجاہدوں کی تلواروں کی چمک اور نیزوں کی کرن ریزی میں زر کی جوس کی جگہ نور فاریں کی تجلی تھی ایسی تلواروں میں سید غازیؒ کی تلوار کو اولیت حاصل ہے۔

جو مقبولیت ہندوستان کے اہم ترین سلاطین اور نامور سپہ سالاروں کو حاصل نہ ہو سکی۔ وہ سید سالار مسعود غازیؒ کو صرف اس لئے حاصل

ہوئی کہ انھوں نے اپنی حیات اور خواہش و کائنات کو غزوہ و شہادت
کی سنت نبویؐ کے حوالے کر دیا تھا۔

ہمارے محترم دوست، ملک کے نامور اُردو شاعر اور صاحبِ طرز
نثر نگار حیات واری کا اس موضوع پر کام کرنا خود سالار غازی
کی مجاہدانہ کرامت ہے۔ میں ذاتی طور پر اس حقیقت پسندانہ تاریخ اور
اس کارکردگی کو کرامت ہی تصور کرتا ہوں۔

اُولَئِكَ اَبْنَاءُ فِجْئِي بِمِثْلِهِمْ

ابتدائیہ

خدا کی راہ میں جاں دے کے سرفراز ہوئے
عروج دین کو ان کے عمل نے بچا ہے

قیام فرمایا جس جا پہ غازی مسعود
وہاں سے آج بھی دریائے نور بہتا ہے

☆ حیات واریٹ

ذخیرۂ یادداشت میں سید سالار مسعود غازیؒ کا اسم گرامی کب محفوظ
ہوا۔ یہ بتانا شاید ممکن نہ ہو سکے۔ کم عمری سے سالار غازیؒ اور بالے میاں
کے واقعات سننا رہا، اور ان کی ذات بابرکات سے ایک ایسا نا لگاؤ
محسوس کرتا رہا: بچپن سے میرے ذہن و دل میں ان کی عظمت ایک ہیرو
کی حیثیت سے محفوظ رہی۔

خاندان کے مذہبی اور علمی ماحول نے اس جذبے کو تقویت بخشی،
مرشد کامل حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہؒ سے روحانی اور قلبی وابستگی
نے ادیب اور کامیاب قاریان اسلام سے عقیدت و محبت میں اضافہ کیا۔

میں غالباً ۱۹۵۶ء میں پہلی بار ہراج شریف ایک مشاعرہِ نعت میں
شرکت کے لئے گیا اور بارگاہِ مسعود غازیؒ میں حاضری کا شرف حاصل کیا
پھر آستانہ غازیؒ کے نعتیہ مشاعروں میں مسلسل حاضری ہوتی رہی۔ ہر بار ایک

خاص کیفیت روحانی سے آشنا ہوا۔

سید سالار کے حالات و واقعات سے واقفیت کی خواہش نے کتابوں کی جستجو پیدا کی، سبک پہلے حضرت عبدالرحمن علوی حشنی قدس سرہ کی تصنیف لطیفہ مرآت سعودیہ کا ترجمہ غزائنامہ مسعود مترجم عنایت حسین قنوجی ثم بلگرامی دستیاب ہوئی۔

صاحبہ مرآت سعودیہ، حضرت عبدالرحمن علوی حشنی کا دھال
۱۰ شعبان المعظم ۱۰۹۴ ہجری کو ہوا۔

قطعہ تاریخ و قات

دادریغا زجہاں حضرت عبدالرحمن رفت در خلدیں ہفتم ماہ شعبان
نکر کردہ چون عنایت پے سال رات آہ در ملک عدم رفت نہ از در خواں
۱۰۹۴ ہجری

مولوی عنایت حسین قنوجی کے والد محترم نے ۱۲۵۰ھ میں قنوج سے ترک سکونت کی، اور اپنے مرشد کے حکم پر بلگرام کو مسکن بنایا۔

مولوی عنایت حسین قنوجی تاجدار اودھ و اجد علی شاہ اختر کے دربار میں وقائع نگاری کے عہدے پر فائز تھے، ۱۲۷۳ھ غدر کے وقت بکھڑے سے ہجرت کر کے بلگرام چلے گئے۔ اور دوبارہ ۱۲۸۳ھ میں بکھڑے واپس آئے۔ انھوں نے ۱۲۸۴ھ میں مرآت سعودیہ کا ترجمہ پورا کیا۔

غزائنامہ مسعود، تاریخ سید سالار مسعود غازی کے مطالعے نے میرا
آتش شوق کو اور بھادی میں نے بار بار عالم تصور میں سالار غازی کو حق و
صداقت کی حمایت میں مصروف جہاد دیکھا۔ ان کا تصوراتی پیکر عظمت
اسلام کے سر بلند پرچم کی طرح میرے لاشعور میں موجود ہے۔

میرے نزدیک حضرت مسعود غازیؒ کا اسم گرامی بھی زندہ کرامت ہے۔
 کیونکہ آپ مرتبہ شہادت پر فائز ہونے کے باوجود مسند غازیہ پر جلوہ افروز ہیں
 جنگ میں ظاہری طور پر فتح حاصل کرنے والوں کے نام و نشان مٹ
 گئے، لیکن شہیدِ راہِ حق آج بھی غازیؒ کی شکل اشاعتِ دینِ تمکین فرما رہا ہے
 اور وابستگانِ محبت کی مشکل کشائی اور رہنمائی کر رہا ہے۔

گزشتہ کئی برسوں سے یہ خواہش میرے ذہن میں پردریش پارہی تھی
 کہ میں غازیؒ اسلام کے حالات و واقعات قلمبند کر دوں۔
 خدا کا شکر ہے کہ میری اس دیرینہ خواہش نے عملی شکل اختیار کر لی، اور میں
 نذرانہ عقیدت کے طور پر بارگاہِ مسعود میں انھیں کے واقعات اور حالات پیش
 کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہوں۔

میں نے اس تذکرہ کو مختلف تاریخی کتب سے مدد سے ترتیب دیا۔ اور
 خاص طور سے "مرآتِ مسعودی" سے فیض اٹھایا ہے۔ اس لئے سند کے
 طور پر واجبِ مرآتِ مسعودی کے حالات بھی تحریر کر دیئے ہیں۔

سجا کر خونِ دل سے کشتیِ چشمِ تمنا کو
 چلا ہوں بارگاہِ عشق میں کے کریمِ نذرانہ

☆ ————— حضرت بیدم دارانی

تاریخی حقائق

جو عظمت انساں کے لئے زندہ رہے ہیں
تاریخ کے آئینے میں تابندہ رہے ہیں
حیاتِ داری

حضرت عبدالرحمن غلوی چشتی مصنف، مرآتِ سعودی، کو حضرت سید
سالار غازی سے والہانہ عقیدت تھی۔ اور انہیں فیضِ روحانی بھی حاصل تھا
صاحبِ مرآتِ سعودی نے معرکہ جہاد اور واقعات جو بزرگوں کی
زبانی سنے تھے۔ اس کی تصدیق اور تحقیق کے لئے انہوں نے مطالعہ کتب
شروع کیا۔

انہیں ایک پرانی تاریخ مصنفہ ملا محمد غزنوی سے سارے واقعات
مل گئے، ملا محمد غزنوی ایک عرصے تک سلطان محمود غزنوی کے دربار
سے وابستہ رہے اور آخری عمر میں سالار ساہو کے ہمراہ ہندوستان
آئے اور سید سالار سعود غازی کی ہمرکابی میں واقعات جہاد تحریر کرتے رہے
صاحبِ مرآتِ سعودی نے تاریخ جہاں آرا، تاریخِ محمودی، تاریخ
فرشتہ اور روضۃ الصفا سے کتاب کیا۔ وہ شہنشاہ نور الدین محمد جہانگیر
بن شہنشاہ ہند اکبر اعظم کے حکم پر کوہِ شمالی واقع نیاں شریف لائے۔

اور وہاں آچار یہی بھدنا درہمیں تاریخ داں اور وکیل راجہ نیپال سے
ملقات کی حضرت عبدالرحمن علویؒ نے تاریخ ہندی سے تاریخ طالعہ
غزنوی کا موازنہ کیا۔ اور تمام واقعات و حالات میں یکسانیت پائی۔

مراتب سعودی کی تعریف میں خود سلطان الشہداء حضرت سید سالار
سعود غازیؒ نے عبدالرحمن علویؒ کی مدد عالم رویا میں کی۔

لیکن بحقائق میں تخریب کے معکم کائنات فخر موجودات، وجہ حیات حضرت
رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے بزرگ دہرے نے پانچ
کلمات سے شہدا کو ممتاز فرمایا ہے۔ جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئیں۔

اول یہ کہ تمام ارواح کو قبض کرتا ہے ملک الموت، اور شہیدوں کی
ارواح قبض کرتا ہے اللہ تعالیٰ۔ دوسرے یہ کہ سب کو غسل دیا جاتا ہے مرنے
کے بعد، لیکن شہدا کو غسل نہیں دیا جاتا۔ تیسرے سب کو مرنے کے بعد کفن
دیا جاتا ہے، لیکن شہدا کو کفن نہیں دیا جاتا۔ چوتھے سب کی رحلت کا اعلان
کیا جاتا ہے۔ لیکن شہدا کو زندہ کہا جاتا ہے۔ پانچویں سب انبیاء و مرسلین
شفاعت کریں گے قیامت کے دن، لیکن شہدا ہر روز شفاعت کرتے ہیں
اور قیامت کے دن بھی کریں گے۔

نبی محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن مقدس کی دابلی
اور دین حقیقی پر وازلی نے شہداء اسلام کو حیات جاودانی اور منزل کامرانی
سے جکٹا کر دیا ہے۔

ان کا سونا بھی عبادت جاگنا بھی بندگی
عاشقانِ مصطفیٰؐ کی بات ہی کچھ ادا ہے

حضرت معراج دارانی

ہندوستان میں آمدِ اسلام

ذره ذرہ آج تک ہے غرقِ دریائےِ جمال
ہند کی دلدلی میں کب جھکا تھا مارہ تور کا

————— حیاتِ دَآرِ حِیٰی —————

صاحبِ تاریخِ فرشتہ... نے تحریر کیا ہے کہ جب امیر معاویہ بن ابی سفیان کا زمانہ آیا۔ تو انھوں نے ہم بھڑکائی میں زیاد بن اُمیہ کو بصرہ اور خراسان کا علاقہ دیا۔ اسی سال عبدالرحمن بن ثمر نے زیاد کے حکم سے کابل فتح کیا۔ اسی زمانے میں ایک عرب سردار مہلب بن ابی صفور نے علاقہ مروجہ کابل و زابل جو کہ ہندوستان پر حملہ کیا، اور دس پندرہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر کے لے گیا، ان میں سے زیادہ تر افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ ۵۲ ہجری میں زیاد بن اُمیہ نے وفات پائی۔

۶۰ ہجری میں جب یزید بن معاویہ مسندِ حکومت پر بیٹھا، تو اس نے ۶۲ ہجری میں سلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کا سپہ سالار بنایا، مہلب بن ابی صفورہ کو ان کی بھڑکائی کا حکم دیا۔

سلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کا حاکم مقرر کیا۔ اسی درمیان ابو عبداللہ بن زیاد کو کابل کے حاکم نے قید کر لیا۔ عرب فوجوں نے کابل کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن جنگ میں شکست کھائی۔ سلم کی اجازت سے

طلحہ عرف طلحہ الطلحات بن عبداللہ بن حنیف خزاعی نے پانچ لاکھ دینار
تاوان دے کر ابو عبداللہ کو قید سے رہائی دلائی۔

سلم نے طلحہ کو سیستان کی حکومت دے کر فوج کابل روانہ کی،
زبردست غوریزی کے بعد کابل فتح ہوا، اور خالد بن عبداللہ کو کابل کا
حاکم بنایا گیا۔

خالد بن عبداللہ کو بعض مورخین اولاد خالد بن ولید اور بعض اولاد
ابو جہل لکھتے ہیں۔ بعد میں خالد بن عبداللہ کو معزول کر دیا گیا۔ وہ عراق کی
راہ دشوار اور پر خطر سمجھ کر درمیان ملتان و پشاور کو سلیمان پر قیام
پذیر ہوئے، انھوں نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک افغان سردار سے کر دیا۔
ان سے دو فرزند لودی اور سوری پیدا ہوئے، دونوں نے بڑی ناموری
حاصل کی۔

انہیں کی اولادوں کو بعد میں لودی اور سوری کے خطاب ملے۔
سندھ میں محمد بن قاسم کی آمد اور ان کے ساتھیوں کی ملتان واپسی
کے بعد بھی تبلیغ و جہاد کا سلسلہ جاری رہا، اور راجہ اجیر دلاہ سے معرکے
ہوتے رہے۔

نسب سلطان محمود بن سکتگین

» تاریخ نہاج السراج «، جہاں آراء، اور قول فرشتہ کے اعتبار سے سلطان محمود بن سکتگین بن جوقان بن قراکھم بن قزل ارسلان بن قرمان بن فردین بن یزدجرد بن شیردیہ بن خسرو بن ہرمز بن کسری ہیں
» تاریخ محمودی « اور » روضۃ الشہداء « کے اختتامی باب کی تفصیل میں اولاد اہام حسن میں سید حسن المحمینی نسل سجی بن ادیس بن عبداللہ بن حسن بن حسنی بن حسن محبتی ہیں۔

جب اولاد کسری پر تباہی آئی، سلاطین، حاکمان اسلام سے خوفزدہ ہو کر ہلا وطن اور حسب نسب چھپا کر زندگی گزارنے لگے، تو ان میں سے بہت سے افراد خاندان شاہی غلام بنائے گئے۔

تاریخ نہاج السراج جو جانی میں تخریب ہے کہ عہد حضرت عثمان بن عفان میں جس وقت مردمیں یزدجرد نے شکست کھائی، اور مارا گیا، تو اس کی اولاد ترک سکونت کر کے ترک علاقوں میں آباد ہو گئی۔

عہد عبدالملک میں ایک تاجرنے جس کا نام حاجی نصر تھا، وہ سکتگین کو ماوراء النہر حدود ترکستان سے بخارا لایا، اور اسے اکتگین والی مملکت سامانیہ

نے خرید لیا۔
 اپنیٹگین نے سیکنگین کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا اور ان کی
 فہم و فراست بہادری اور لیاقت سے متاثر ہو کر اپنے لشکر کا سپہ سالار
 مقرر کر دیا، کچھ دنوں کے بعد حاکم بخارا نے سیکنگین کو امیر ناصر الدین اور
 محمود بن سیکنگین کو امیر الامراء بنا کر سیف الدولہ خطاب بخشا۔
 عبدالملک کے انتقال کے بعد اپنیٹگین نے منصور بن عبدالملک سے
 منہوت ہو کر غزنی میں پندرہ سال حکومت کی۔ اور ۳۶۵ ہجری میں انتقال
 کیا، اس کے بعد ابوالاسحاق بن اپنیٹگین نے دو سال، ۳۶۷ ہجری تک
 حکومت کی، اور راہی عدم ہوا۔ اراکین سلطنت نے سیکنگین کو لاشیٰ اور
 بہادر سمجھ کر ان کی شادی اپنیٹگین کی بیٹی سے کر کے غزنی کے تخت پر بٹھایا۔
 سیکنگین نے ہندوستان سے چند بار جہاد کیا، اور اپنا خطبہ اور سکھ
 چلایا، شعبان ۳۸۷ ہجری میں چھپتن سال کی عمر میں بیس سال حکومت کے
 انتقال کیا۔ سیکنگین کا انتقال موضع ترد حدود پنج میں ہوا، ان کی لاش غزنی
 لائی گئی، سلطان محمود ان کے خلف اکبر تھے جن ولادت بطن رقیہ زابل سے
 ہوئی تھی۔

اس وقت سلطان محمود نیشاپور میں تھے اور ان کے چھوٹے بھائی
 ہمراہ تھے۔ "صاحب سیرالتاخرین" اور ہفت اقلیم نے تاریخ فرشتہ کے
 قول کے خلاف سلطان محمود کو چھوٹا اور امیر اسمعیل کو بڑا بھائی لکھا ہے۔
 جب امیر اسمعیل نے غزنی کی باگ ڈور سنبھالی تو ملک میں انتشار پھیل
 گیا، فوج کے افسر خود سری پرآبادہ ہو گئے، اور شاہی خزانہ برباد ہونے لگا۔
 جب یہ حالات سلطان محمود کو معلوم ہوئے تو انہوں نے امیر اسمعیل کو لکھا کہ

بلخ و خراسان کی حکومت تم سنبھالو اور غزنی مجھے دیدو۔

اس تجویز کو امیر سنھیل نے نامستور کر دیا۔ اسی سال، ۳۸ ہجری میں
سجائی کو شکست دے کر غزنی فتح کر لیا۔ اور سنھیل کو قید کر دیا۔ ۳ ماہ کے
بعد سیکنگین کے پورے ملک پر قابض ہو کر سلطان کا لقب اختیار کیا اور
شریعت اسلام قائم کی۔ سلطان محمود، فقیر دوست، علمار نواز اور علم دین
کی اشاعت کرنے والے۔۔۔۔۔ تھے، تعمیرِ مآجد و مدارس اور زائرینِ بیت
اللہ کی اعانت ان کا ہر دل عزیز مغلہ تھا۔ ہر سال چار لاکھ درم غریب۔
شرفا و درہنہ مند لوگوں کے لئے خزانے سے دیے جاتے تھے۔ لشکر اور
دوسرے عطیات ان کے علاوہ ہیں۔

حکومت سنبھالنے کے ایک سال کے اندر ماوراء النہر، روم، ایران
و توران، زنگبار و لبنان فتح کر لیا۔ جہاد فی سبیل اللہ کو رواج دیا۔
خلیفہ بغداد کی امداد و اطاعت کے خطاب و خلعت حاصل کرتے رہے

فتوحات سلطان محمود

سلطان محمود نے ہندوستان پر بارہ حملے کئے۔
 شریف عثمانی بلگرامی نے، صبح صادق، میں سترہ حملوں کا تذکرہ
 کیا ہے لیکن تفصیل نہیں لکھی ہے۔
 سلطان کے حملوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

پہلا حملہ شوال ۳۹۱ ہجری میں سلطان نے دس بارہ ہزار سوار لے کر نا
 جے پال والی لاہور و پشاور پر کیا۔ ۸ محرم ۳۹۲ ہجری کو سلطان نے راجہ
 جے پال کو قید کر لیا۔ راجہ نے خراج گزاری کا وعدہ کر کے رہائی حاصل کی۔
 مگر دوبارہ شکست کھا کر غیرت آئی اور اس نے آگ کی چٹائیں کو دکر جان
 دے دی۔ راجہ جیپال ایک بار امیر سکنگین سے شکست کھا چکا تھا، اس
 زمانے میں ہندوستان کے دالیان ریاست کا اصول تھا کہ دوبار شکست
 کھانے کے بعد آگ کی چٹائیں کو دکر خود کشی کر لیتے تھے۔

سلطان نے بھٹنڈا کا قلعہ فتح کرنے کے بعد غزنی کا سفر اختیار کیا۔
 دوسرے حملے ۳۹۵ ہجری میں راجہ راؤ بھاطنہ اور بھٹیا کو زیر کیا جو عہد سکنگین
 میں منحرف ہو گئے تھے، ان سے دوسو ہاتھی اور خزاں تاوان میں وصول
 کیا۔ تیسرے حملے ۳۹۶ ہجری میں ابوالفتح داؤد بن نصیر بن شیخ حمید حکم

ملتان اور اندپال والی لاہور کو حاکم ملتان کی اعانت کے جرم میں سزا دی،
میں ہزار ہندم سرخ سالانہ خراج لے کر ایک خان کو شکست دیکر غزنی کی
راہ لی۔

چوتھے حملے ۳۹۹ ہجری موسم بہار میں ابو الفتح لودی کی مدد کرنے کے
جرم میں اندپال مع راجگان اوسین، گوالیار، دہلی، اجمیر، کالنجور کو پنجاب
میں جنگ کر کے شکست دی، اور فتح نگر کوٹ پر جہاد کر کے اس خزانے کو
مائل کر لیا، جو راجہ بھیم کے عہد سے جمع کیا جا رہا تھا۔

پانچویں حملے ۴۰۱ ہجری میں محمد بن شوری ملہود حاکم غور کو شکست دی،
اس نے زہر کھا کر خود کشی کر لی، پھر غزنی ہو کر ملتان سے ابو الفتح داؤد بن
نصیر بن شیخ حمید کو گرفتار کر کے قلعہ غور میں قید کر دیا۔

چھٹے حملے ۴۰۲ ہجری کو تھانویس کے تنگدے جگسوم کو ہندم کر دیا،
اور قیدی و خزانے کو وطن واپس آگئے، ساتویں حملے ۴۰۳ ہجری میں قلعہ
نندولہ کو ہاٹ سے راجہ لاہور کو درہ کشمیر تک قنائب کر کے قرار ہونیوٹے
راجہ کا مابہت مسدود کر دیا، اور دتے پر فوج مقرر کر دی۔

آٹھویں حملے ۴۰۶ ہجری قلعہ لوہ کوٹ کا محاصرہ کیا اور جاڑوں میں
محاصرہ کر کے وطن واپس آگئے، نویں حملے ۴۰۹ ہجری میں قنوج، دسویں حملے
۴۱۲ ہجری میں لاہور اور گیارہویں حملے ۴۱۳ ہجری میں کانپور کے راجہ
ننداکو شکست دی، بارہویں حملے ۴۱۵ ہجری میں سومات فتح کیا۔

تمام مورخین نے باتفاق رائے سلطان محمود غزنوی کو نہایت
بہادر، مجاہد، عادل شہنشاہ، پابند شریعت اور علم و دست حکمران
لکھا ہے، سلطان کو صوفیائے کرام اور اولیاء اسلام سے والہانہ عقیدہ تھی،

تاریخ بنائے گئی۔ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ سلطان کو خراسان کی
ہم کے درمیان حضرت شیخ ابراہیم خرقانیؒ سے ملاقات کا خیال آیا، لیکن
دنیاوی مصروفیت کے ساتھ زیارت شیخ کو خلاف ادب سمجھ کر تامل کیا
اور خراسان سے ہندوستان کی جانب روانہ ہو گئے، جب غزنی واپس
آئے، تو زیارت شیخ کی نیت کر کے خراسان آئے، اراکین سلطنت نے
حضرت شیخؒ سے محمود کے شوق زیارت کا اظہار کیا، حضرت ابراہیم خرقانیؒ
نے ملاقات سے صاف انکار کر دیا۔ اعراسے دیا یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا
اَطِيعُوا اللَّهَ وَ اَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ اَطِيعُوا الْاُمَرَاءَ مِنْكُمْ، پڑھا، حضرت
شیخؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں اَطِيعُوا اللَّهَ میں ایا مصروف ہوں کہ اَطِيعُوا
الرَّسُولَ سے غفل ہوں، پھر اولی الامر منکم کا کیا سوال ہے، سلطان
کہاں رہتے ہیں؟

سلطان نے یہ جواب سن کر امتحان کے لئے اپنا شاہانہ لباس ایاز کو
پہنایا، اور دس لوٹیوں کو مردانہ کپڑے پہنا کر خود ایاز کے کپڑے پہنے
اور سب کو ہمراہ لے کر حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت
نے التفات نہ فرمایا اور نہ تعظیم دی، بلکہ ایاز کی جانب سے منہ پھیر لیا، پھر
سلطان کو مخاطب کیا کہ تاعمریوں کو باہر بھجوائے اور تنہا آئیے، فقیروں
کا امتحان مناسب فعل نہیں ہے۔

سلطان نے سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔
سلطان نے حضرت بایزیدؒ بطنائی کا تذکرہ پھیرا۔
حضرت شیخؒ نے حضرت بایزیدؒ کا یہ قول سنایا کہ جس نے ہماری زیارت
کی شقاوت سے بری ہو گیا۔

سلطان نے کہا کہ جب ابو جہل اور ابولہب، ہمارے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے بعد شقاوت سے بری نہ ہو سکے، تو میں اس قول کی تصدیق کیسے کروں؟

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا۔ تو یہ کرو، اور آداب ولایت کو مد نظر رکھو، حضرت رسول اکرم کی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ مہاجرین و انصار نے کی، یا بعض اصحابؓ اختیار نے کی۔ قولہ، تعالیٰ وَقَدْ اِيْتِيَهُمْ بَيِّنَاتٌ مِّنْ اٰتِنَا وَلَٰكِنْ اَعْبَسُوا۔

سلطان نے عرض کیا، مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔
حضرت رشکؒ نے فرمایا۔ چار کام پابندی سے کیا کرو۔ نماز باجماعت پر میزگاری، سخاوت اور خلق خدا پر شفقت۔

سلطان نے پھر عرض کیا بندہ دعائے خاص کا طالب ہے؟۔
فرمایا ہر زمانہ کے بعد اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ پڑھا کرو۔

سلطان نے پھر عرض کیا۔ میرے لئے دعائے خاص فرمائیں۔
ارشاد فرمایا۔ عاقبت محمود باد۔

سلطان نے زرد جوہر ہندسے کے حضرتؒ نے روٹی کا ایک ٹکڑا ٹکڑا سلطان کو دیا۔ سلطان نے بمشکل چبا کر روٹی کے اس ٹکڑے کو نگل لیا۔ اور منہ بنایا۔

حضرتؒ نے فرمایا۔ تمہارے حلق میں روٹی کا ٹکڑا جو خشک ہے پھنستا ہے، پھر زرد جوہر جو اس سے بھی زیادہ سخت ہیں میں کیسے قبول کروں۔ اس کو محتاجوں، غریبوں میں تقسیم کرادو۔

پھر سلطان کو حضرت شیخؒ نے اپنا پیرا بن مبارک عطا کیا جس کو وسیلہ بنا کر سلطان محمودؒ نے معرکہ سونات کے وقت خدا سے دعا کی۔ اور سونات فتح ہوا۔

رخصت کے وقت حضرت شیخؒ نے سلطان کو تعلیم دی۔ سلطان نے سوال کیا کہ آپ کے آمد پر میرا استقبال نہ کیا۔ بلکہ رخصت پر تعلیم دی۔

حضرت نے ارشاد فرمایا۔ چونکہ تم میرا امتحان لینا چاہتے تھے اس لئے؛ پھر فرمایا، تم غزنی سے میری ملاقات کا قصد کر کے خرقان آئے۔ خلقت خدا تمہاری زیارت کو آئے گی۔

بہت کیلئے کچھ خاص دل انصوں سے نہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

محمود دہلوی

حضرت سالار سائو کی ہند آمد

حکمر سلطان غازی حضرت محمود کے
حضرت سالار سائو ہند کو راہی ہوئے
یہ لہذا و مظفر خان مجوس بلایا
یہ عنایت نے لکھی تاریخ سلطان مرزا

۱۴۰۱ھ

ہندوستان پر چار حملوں کے بعد شہر میں سلطان نے ایک وسیع
میدان میں ہندوستان سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کو آراستہ
کیا، اور جشن کا اہتمام کیا، اسی درمیان چار سوار حاضر ہوئے، جو ہندی
مسلمان تھے، انہوں نے کہا کہ ہماری داد رسی فرمائیے اور مسلمانوں کی جان
بچائیے۔

ہندوستان میں حالات نہایت خراب ہیں۔ جان بچانا دشوار ہے
سلطان ابو الحسن نے بہر مز کو قتل کر دیا ہے، مظفر خان مع اہل و عیال چند
سال سے قلعہ اجیر میں قیام پذیر ہے، راتے بھیردوں اور راتے سوم کرن
نے چالیس سرداروں کے ساتھ قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہے، مظفر خان نہایت
پریشان ہے۔

سلطان نے ان لوگوں کو اطمینان دلایا۔ اور خواجہ احمد حسن یمنڈی
وزیر اعظم کو بلا کر پوچھا کہ علمائے ہند نے کس بادشاہ کا نام خطبے میں شامل
کیا ہے۔

وزیر اعظم نے جواب دیا کہ محمد و لغت اور ذکر آل و اصحاب پر خطبہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ جہاد فرمائیں تو سلطان کا نام خطبے میں شامل ہو۔ سلطان محمود نے وزیروں اور مشیروں کی رائے کے کرسالار ساہو کو پسالار مقرر کیا، اور انھیں "سہلوان لشکر" کا خطاب عنایت کیا، اور سات ہزار سوار، خاص انچی تلوار و خنجر آبدار و عراقی گھوڑے عطا کئے، اور تمام لشکر کو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا۔ سالار ساہو سلطان کے ہمراہ غزنی سے قندھار آئے، پھر ۹ ذی الحجہ ۴۰۱ ہجری کو لشکر عظیم کے ہمراہ ٹھٹھہ کے راستے سے اہمر تشریف لائے۔

راہ میں مین منزلوں پر بشارت فتح ہندوستان اور ولادت فرزند دلبند کا مشرودہ سا کر مردان غیب نظروں سے اجیل ہو گئے۔

منظر خاں کو جب سالار ساہو کی آمد کا پیغام ملا تو اس کی ریشانی دور ہو گئی۔ شادیاتے بجائے گئے۔ مخالف گھبرا گئے، اور سمجھ گئے کہ لشکر محمود آگیا ہے۔ مشورہ کر کے قلعہ کا محاصرہ اٹھالیا، اور سات میل کے فاصلے پر گوگھرا پہاڑ کے دامن میں فوجی پڑاؤ ڈالا۔ منظر خاں نے قلعہ کے باہر نکل کر سالار ساہو کا خیر مقدم کیا، اور عرض کیا کہ حضور قلعہ کے اندر قیام کریں۔ اور حیا مناسب خیال فرمائیں۔ قلعہ کا انتظام کریں۔

سالار ساہو نے خوش مزائی سے جواب دیا کہ آپ کا مددگار رہوں ریاست کا طلبگار نہیں۔ قلعہ کے اندر قیام نہیں کروں گا۔

سالار ساہو نے بھکر و جیل کے کنارے خیمے استاءہ کر لئے۔

دوسرے دن سے معرکہ عظیم شروع ہوا۔ کئی دن مسلسل جنگ کے بعد اے بھیروں اور سوم کرن میدان جنگ سے فرار ہو کر گھاٹیوں میں

مخصوص ہو گئے۔ اس فتح کے بعد سالار ساہو قلعہ کے اندر تشریف لے گئے اور
 مسجد تعمیر کرائی۔ سلطان محمود کا نام خطبے میں شامل کرایا۔ کابل سے فتح کی
 مبارکباد اور خوش خبری روانہ کی۔ سلطان محمود اس فتح سے نہایت خوش
 ہوئے، جاگیر ریاست و خلعت سے سرفراز کیا۔

سلطان نے لکھا کہ اگر رائے حیا پال دالی قنوج مطیع اسلام ہو جائے
 یا خراج دینے پر آمادہ ہو تو مطیع کر و درہ جہاد نہ کرو، کیونکہ یہ معرکہ خود ہمیں
 سر کرنا ہے۔

ظہورِ نورِ ولایت

ہر مسود جب ہوا تا باں ہو گیا عرش و فرش نورانی
غیب سے آئی یہ ندائے سعید قطب عالم حبیب سبحانی
۴۰۵

ہوا تا بندہ طالع مسعود خاک میں کفر کے ملے خاکے
سال بھری یہی نکلتا ہے قبلہ و کعبہ، دین و دنیا کے
۴۰۵

۲۱ رجب المرجب ۴۰۵ ہجری روزِ کیشنبہ صبح صادق مہر
ولایت نے اپنی نورانی کرنوں سے ہندوستان کی تاریکی
فضا کو منور فرمایا۔

سید سالار مسعود کے والد معظم مہلوان لشکر محمود سالار ساہو نے تین روزہ
جشن کا اہتمام کیا۔ تمام اجیر کے بازار و شہر آراستہ و پیراستہ کئے گئے، فقرار
دماکین کو سناڑ و جواہر تقسیم کیا گیا کہ تو شکر ہو گئے، افسران فوج کو خلعت
فاخرہ اور انعام و اکرام سے نوازا گیا۔

فرزند بلند کی ولادت یا سعادت کی اطلاع سلطان محمود کو دی۔

سلطان اس خبر فرحت اثر سے نہایت مسرور ہوئے۔ اور انہوں

نے قاصدوں کو خلعت و انعام سے نوازا۔ اور سالار ساہو، جیعلی اور

نومولہ مسعود کے لئے لباس گراں مایہ اور فرمان شاہی ارسال کیا کہ ریاست

ہندوستان آپ کو مبارک ہو۔ والی قنوج کو سمجھا کہ اطاعت اسلام پر

آمادہ کرو، اگر راضی نہ ہو تو ہمیں اطلاع دو، ہم خود اس ہم کو سر کریں گے۔

اور ایک نظر فرزند مسعود کو بھی دیکھ لیں گے۔ سالار ساہو نے حاکم قنوج

کو ہر طرح بھگانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی، مگر وہ بجائے

راہ پر آنے کے آمادہ جنگ نظر آیا۔ مجبوراً سالار ساہو نے اس کی اطلاع

سلطان کو بھیج دی۔ سلطان محمود اپنے ہمراہ لشکر جہاز لے کر آئے۔ اور

اجیر پہنچ کر قیام کیا۔ سالار ساہو اور مظفر خاں نے سلطان کا پر

تپاک خیر مقدم کیا۔ افسر و فوج نے نذرانے پیش کئے۔

سلطان محمود نے صاحبزادہ مسعود کو دیکھ کر نہایت محبت و مہربانی

کا اظہار کیا۔ جب تک قلعہ اجیر میں قیام فرما رہے، سالار مسعود کو اپنے سے

جدا نہ کیا۔ چند روز کے بعد سالار ساہو اور مظفر خاں کو ہمراہ لے کر روانہ

ہوئے، اور مستحضر فتح کرنے کے بعد قنوج پر حملہ آور ہوئے۔

یہ روئے الحقائق میں اس واقعہ کی پوری تفصیل یوں درج ہے۔

کہ جب سلطان نے خوارزم کی ہم سر کر لی، اور چار مہینے موسم سرما کے قلعہ میں گزار دیئے، تو موسم بہار آتے ہی سلطان نے ہند کا سفر اختیار کیا۔ ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیادے ہمراہ تھے۔

اکثر مورخین کا قیاس ہے کہ کشاسپ پر اسفندیار کے علاوہ اس علاقے پر کوئی بیرونی حاکم فتح حاصل نہ کر سکا تھا، لیکن مولانا نظامی نے اس خیال کی تردید کی، کیونکہ انھوں نے "سکندر نامہ" میں سکندریہ کے قنوج فتح کرنے کا تذکرہ کیا ہے، اور راجہ قنوج کی دختر کو ہمراہ لے جانے کا واقعہ تحریر کیا ہے، مگر اسلامی حکمرانوں میں اب تک کوئی اس دشوار گزار علاقے تک نہیں پہنچا تھا۔

صاحب تاریخ فرشتہ "اور مرہات مسودی" نے لکھا ہے کہ سلطان نے ستھرا کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر شرفائے غزنی کو لکھا تھا کہ "یہاں عمارات عجیب و غریب، مکان ہزار در ہزار، بت خنہ بے شمار سنگ خام اور مرمر کے نظر آئے، پانچ بت بڑے طلائی مرصع پائے، یا قوت گراں بہا آنکھوں میں جڑے تھے، ایک یا قوت چار مقال کا پایا، اور چار ہزار چار سوال سونا ہاتھ آیا۔"

دالی قنوج سلطان کی آمد کی خبر پا کر روپوش ہو گیا، سلطان راستے کے تمام قلعہ فتح کرتے ہوئے ۱۸ شعبان المعظم ۷۰۰ ہجری کو قنوج پہنچے، یہاں دریائے کنارے سات مضبوط اور بلند قلعے نظر آئے، قلعہ داروں نے سلطان کی فوج کو دیکھ کر قلعے کے دروازے بند کر لئے اور مقابلے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے، مگر مقابلے کی جرأت نہیں ہوئی، ایک دن رات میں موقع پا کر سب فرار ہو گئے۔

رائے جے پال اپنے درباریوں کے ساتھ ایک تہہ خانے میں گرفتار ہوا، اور سلطان کے حکم پر قنوج سے جلادھن کر دیا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے رائے چند پال پر حملہ کیا، اور پہلے ہمدان میں شکست دی، راجگان ہند کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ سلطان محمود قلعوں پر قلعے فتح کرتے جا رہے تھے، سلطان نے قلعہ رائے چند رائے پر لشکر کشی کی، لیکن مقابلے کی نوبت نہ آ سکی، کیونکہ رائے چند رائے نے راہ فرار اختیار کی، تین دن تک سلطان نے تعاقب جاری رکھا، اس ہم میں تین لاکھ دینار، جنگی ہاتھی اور بے شمار جواہرات غنیمت میں حاصل ہوئے۔

اس ہم میں کانچر جو کاہلیہ کے نام سے مشہور تھا، اور کشمیر کے دامن میں واقع تھا فتح ہوا۔ والی کانچر گل چند مارا گیا۔

ملک محمود کو حاکم مقرر کر کے سلطان دارالسلطنت واپس آئے، اور جامع مسجد، عالی شان مدرسہ تعمیر کرایا، اور ایک کتب خانہ قائم کیا۔ تاریخ محمودی، میں تحریر ہے کہ جب سلطان محمود غزنی کی جانب روانہ ہونے لگے، تو سالار ساہو نے سلطان سے ہمراہی کی اجازت طلب کی لیکن سلطان نے حکم دیا کہ "ہندوستان حقیقت میں تمہارے فتح کیا ہے، ہم نے یہ ملک تمہیں بخشا۔"

پھر خلعت گراں مایہ دیکر لاہور سے رخصت کیا۔ مظفر خاں کو بھی خلعت دیکر سالار ساہو کے ہمراہ کر دیا۔

سالار ساہو نے رائے جے پال سے اطاعت کا اقرار لے کر اور جزیہ وصول کر کے دوبارہ قنوج کا حاکم مقرر کر دیا، اور خود اجمیر کے قلعے میں قیام کیا۔

تعلیم و تربیت

جب سالار مسعود کی عمر چار سال چار مہینے اور چار دن کی ہوئی تو سالار سا ہونے فرزند ارجمند کو سید ابراہیم کے پاس بھیجا، اور بسم اللہ شروع کرانے کا نذرانہ چار گھوڑے مع زرد جواہر نذر کئے، غریب و نادار لوگوں کو اتنا دیا کہ وہ امیر و کبیر ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سالار مسعود کو نعمت و ولایت سے سرفراز کیا، نو سال کی عمر مبارک میں آپ ظاہری اور باطنی علوم سے مزین ہو گئے، دس برس کی عمر سے عبادت و ریاضت اور شب بیداری کا ذوق بیدار ہوا، ہر روز ایک پہر دن تک نماز چاشت، درود، تلاوت قرآن سے فرصت پا کر دیوان عام میں تشریف لاتے، دو پہر تک درویشان باکمال اور اہل باطن صاحبان حال و قل سے لطف لیتے، ان کے ہمراہ خاصہ تناول فرماتے، پھر محل سرا میں قیلو لے کے لئے جاتے، پھر بعد نماز ظہر دیوان عام میں تشریف فرما ہوتے، اور افسران فوج اور شاہزادگان ہم عمر سے ملاقات کرتے، کبھی سیر و شکار کو جاتے۔

نیز بازی، تیر اندازی اور شیر زنی کی مشق کرتے، نہایت خوش آہنگ اور خوش تقریب تھے، فصاحت و بلاغت سے سامعین کو محو حیرت کر دیتے تھے، جود و سخا اور لطف و عطا کا یہ عالم تھا کہ سب انہیں نذر حاتم کہتے تھے۔

ہمیشہ با وضو رہتے اور اکثر نفل نمازیں ادا فرماتے رہتے تھے۔

جلے نشست نہایت پاک و صاف رہتی، نفیس عطریات کا ذوق اور
پان نوش فرمانے کا شوق تھا۔

چند ہزار جوان فرشتہ صورت، خوش مزاج، لباس فاخرہ زیب تن
کے عطر لگائے اور پان کھائے حاضر بارگاہ بہتے تھے۔

سالار ساہونے اس حکمت عملی اور شان و شوکت کے ساتھ امور
مملکت انجام دیئے کہ دس سال تک ملک میں امن و امان قائم رہا، اس
دست میں سلطان محمود خراسان کی بھم میں مصروف رہے۔

اسی درمیان کوہ کاہیلر کے مفعدوں نے بغاوت شروع کر دی۔
حاکم کاہیلر نے سلطان محمود کے حضور اپنی درخواست روانہ کی، اور مدد
کا طالب ہوا۔

سلطان نے اپنے بہنوئی اور سپہ سالار ہند سالار ساہو کو لکھا، کہ
بھائی نصف لشکر جمیر میں چھوڑو، اور نصف فوج لے کر کاہیلر کی جانب
فورا کوچ کرو۔ وہاں شرارت پسندوں نے روپے کے بل بستے پر علم
بغاوت بلند کر دیا ہے، ان کی جانب فورا توجہ دو، ہم ہم خراسان میں مصروف
ہیں، اور کاہیلر سے کافی دور ہیں، ورنہ تم کو زحمت نہ دیے۔

سلطان کا خط ملتے ہی سالار ساہو کاہیلر کی جانب عجلت کے ساتھ
روانہ ہو گئے، لیکن سرکش لوگ شہر کو تاراج کر چکے تھے اور فرار ہو گئے تھے
سالار ساہونے ان کا تعاقب کیا۔ اور انھیں گھیر کر ان کے انجام تک پہنچا۔
اور ان کی خود سری کی پوری سزا دی۔ سب کشتوں کی پوری سرکوبی کے بعد
سالار ساہو کاہیلر میں داخل ہوئے۔ تاہم کاہیلر نے استقبال کیا، اور فتح
نامہ سلطان کو روانہ کیا۔ سلطان نے نامہ فتح کے جواب میں کاہیلر کی جاگیر

بھی سالار ساہو کو بخش دی۔
 سالار ساہو نے فوراً سالار مسعود اور ان کی والدہ معظمہ کو اجیر سے
 کابل بلایا۔

پہلی فتح

دریان سفر شیون اور دشمنوں (خواجہ احمد وزیر اعظم سلطان محمود
 کے سارے) بارگاہ محمود میں حاضر ہوئے، اور درخواست پیش کی کہ آپ تمام
 ہراسیوں کے ساتھ دعوت قبول کریں۔

سید سالار مسعود غازی نے انکار فرمایا۔
 شیون نے پھر اصرار کیا کہ اگر آپ تشریف نہ لائیں تو میں کھانا خود حاضر
 کر دوں، آپ نے پھر انکار کیا اور شہر کے باہر خمیہ زن ہو گئے۔
 سویرے شیون دو من مٹھائی بنانے کے لئے لیکر حاضر ہوا، اور کہا
 کہ حضور کے لئے یہ مٹھائی خاص طور سے تیار کرائی گئی ہے۔ آپ نے مٹھائی
 داروغہ مطہر کو بھجوا دی اور سخت تاکید کر دی کہ اس مٹھائی کو کوئی شخص
 استعمال نہ کرے، دوسری منزل پر وہ مٹھائی ملک نیک بخت سے منگوائی
 اور ایک کتے کے سامنے ڈال دی، کتا وہ مٹھائی کھاتے ہی مر گیا۔ آپ نے
 فرمایا۔ شیون ہم لوگوں کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

آپ نے چند جاسوس فوری طور پر روانہ کئے تاکہ وہ شیون کی خبر لائیں
 جاسوسوں نے بتایا کہ شیون تنہا کے بعد پوچھا کرنے گیا ہے
 سالار مسعود نے فوراً شیون کا محاصرہ کر لیا۔ شیون نے مقابلہ کیا۔ اور
 شکست کھا کر اہل دعیال کے ساتھ گرفتار ہوا۔

سید سالار مسعود غازی کی اس وقت عمر صرف دس سال تھی اور یہ
ان کی پہلی فتح ہے

شیوکن کا بھائی نرائن لڑائی سے فرار ہو کر سیدھا اپنے بہنوئی خواجہ احمد
وزیر کے پاس غزنی پہنچا، اور سالار مسعود کی شکایت سلطان کے حضور پیش
کی کہ انھوں نے بے قصور ہماری جاگیر تباہ کر کے ہمارے بھائی کو گرفتار کر لیا ہے،
اسی درمیان سالار مسعود کا خط سلطان محمود کو پہنچ چکا تھا۔ سلطان
نے جواب میں لکھا کہ تمہارے خط پہونچنے سے پہلے نرائن آیا تھا، اس نے
جھوٹ بول کر تمہارے خلاف بدگمانی پیدا کرنی چاہی تھی۔ تم شیوکن کے ہمراہ
جب یہاں آؤ گے، اور ذبانی تفصیل بیان کر دے گے تو تمہارے سامنے اس نمک
حرام کو سخت سزا دی جائے گی۔

اس خط سے خواجہ احمد وزیر سلطان محمود کو بہت صدمہ ہوا۔ اور اس
کے دل میں کدورت پیدا ہو گئی۔

سلطان محمود خراسان فتح کرنے کے بعد غزنی واپس آئے، تو انھوں
نے سالار ساہو کو خط بھیج دیا کہ تم مع فرزند مسعود غزنی آ جاؤ۔
سالار ساہو اپنے بیٹے مسعود کے ہمراہ غزنی گئے تو سلطان نے
ان کا شاندار استقبال کیا۔ اس پذیرائی کی بنا پر سلطان محمود کے بیٹے بھی سالار
مسعود سے حد کرنے لگے۔

معرکہ سومنات

۱۵ء میں سلطان محمود غزنوی کے حکمران علی تگین کی سرکوبی کرنے گئے سرداران ماوراء النہر یوسف قدرقاں اور خاکیان ترکمان نے ان کا استقبال کیا۔ علی تگین نے راہ فرار اختیار کرنا چاہی۔ لیکن گرفتار کر لیا گیا۔

ایک دن سلطان محمود نے سالار ساہوے مشورہ کیا کہ رشتہ میں ہمارے جہاد سے پند توں نے یہ خبر اڑائی کہ سومنات ناراض ہیں۔ اسی لئے ملک پر یہ تباہی آئی ہے، جس دن محمود سومنات کا رخ کریگا، اسی دن تباہ ہو جائیگا اس لئے اگر سومنات کو غمزدہ کر دیا جائے، تو ان کا دعویٰ باطل ہو جائے گا۔ سالار ساہوے بسم اللہ۔ جزاک اللہ کہہ کر سلطان محمود کے ارادے کی تائید کی۔

خواجہ احمد وزیر اعظم سلطان محمود کو یہ فیصلہ ناگوار گذرا۔ مگر مصالحتاً خاموش رہا۔

”رفتہ الصفا“ کی تحریک کے مطابق ۱۰ شعبان ۴۱۵ء کو سلطان اپنے خاص لشکر کے ساتھ تیس ہزار ترک سوار لے کر سومنات پہنچے۔

”تاریخ فرشتہ“ جیب السیر وغیرہ میں درج ہے کہ سومنات ہندوستان کا سب سے عظیم تہذیبی تہذیب تھا۔ سوم چاند کو اور ناتھ مالک کو کہتے ہیں۔

چاند کا یہ مندر اپنی شہرت اور تقدس کے اعتبار سے پورے ملک کا مرکز
 عقیدت تھا۔ یہاں رات کو پوجا ہوتی تھی۔ اس میں بے شمار تہہ خانے
 تھے۔ جن میں ہزاروں خوبصورت دوشیزائیں اور قاضیاں رہتی تھیں۔
 دس ہزار گناؤں کی مال گزاری سے مندر کے اخراجات پورے کئے جاتے
 تھے، راجاؤں اور عقیدت مندوں کے چڑھاوے انہیں شامل نہیں ہیں۔
 زیورات اور جواہرات کا اس قدر انبار تھا کہ اس کی مثال کسی بادشاہ
 کے خزانے میں بھی موجود نہیں تھی۔ ایک زنجیر سونے کا جس کا وزن دو سو
 من تھا۔ جو جواہرات سے آراستہ تھی اور جس میں مرصع گھنٹے اور گھنٹیاں
 بندھی تھیں، اس زنجیر کو پوجا کے وقت دو ہزار برہمن۔ پچ کو بجاتے تھے
 تین سو حجام اور تین سو بھجن گانے والے روزانہ خدمت پر مامور تھے، پانچ
 سو لڑکیاں اپنے رقص سے دیوتا کو خوش کرتی تھیں۔ یہ تمام لڑکیاں ہندوستان
 کے والیان ریاست کی تھیں۔ جنہیں ان کے والدین دیوتا کی خدمت کے
 لئے تذکرہ دیتے تھے۔

دریائے گنگا سے ہر روز پانی فراہم کیا جاتا تھا۔ جس سے دیوتا کا غسل
 ہوتا۔ یہ پانی بارہ سو میل کی دوری سے ہر روز سونامات پہنچتا تھا۔
 سلطان محمود اپنے لشکر کے لئے تیس ہزار اونٹ پانی اور گھاس ہمراہ
 لے کر جنگلوں اور دیروڑوں سے گذرتے ہوئے سونامات کے مقابل پہنچے،
 ان کا پہلا مقابلہ جیسے آئی ہوئی فوجوں سے ہوا۔ یہ تائیں فرشتہ کے
 مطابق سلطان نے اجیر کی فوجوں کو شکست دے کر نہروں ہوتے ہوئے آگے
 بڑھے۔ سونامات کے قریب سلطان کو سمندر کے کنارے ایک قلعہ نظر آیا۔
 جس کی فصیلوں کو پانی کی موجیں چھو رہی تھیں قلعہ کے لوگوں نے سلطان کی

فوجوں کو اطمینان سے دیکھا۔ ان کا خیال تھا کہ سلطان کی موت ہی یہاں تک کر لائی ہے، وہ سومات کے عتاب سے کسی طرح نہیں بچ سکتا ہے۔

سلطان نے قطعہ پر حملہ کیا، اور تمام دن جنگ کرنے کے بعد رات کو قلعہ کی فصیل کے نیچے قیام کیا، سویرے سلطان نے غازیوں کے ساتھ خود بھی حملہ کیا، اور بیڑیاں لگا کر قلعے کے اندر پہنچ گئے۔

تیسرے دن بیرم دین نے اپنی بے شمار فوجوں کے ساتھ سلطان کا مقابلہ کیا، سلطان اتنی بڑی جمعیت اور فوجوں کی کثرت دیکھ کر فکر مند ہو گئے انھوں نے منت مانی کہ سومات کا تمام مال غنیمت غریبوں میں تقسیم کر دوں گا حضرت شیخ ابواسمن خرقانی کا خرقہ مبارک ہاتھ میں لے کر اس کے وسیلے سے بارگاہ رب العزت میں فتح و نصرت کی دعا مانگی، اسی وقت زور دار بجلی کڑکنے کی آواز سنائی دی، اور ایسی بھیاں تک تاری چھائی کہ ہزاروں بنود آپس میں ایک دوسرے سے لڑکر ہلاک ہو گئے، اور باقی کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگے مگر سلطان محمود کے سپاہیوں نے انھیں فرار کا موقع نہیں دیا۔ اور انھیں بھی قتل کر دیا۔

فتح کا تقارہ بکتے ہی سومات کا زوال ہو گیا۔

اسی شب کہ حضرت ابواسمن خرقانیؒ نے عالم خواب میں محمود سے

فرمایا۔

”محمود تم نے فتح سومات جیسی معمولی چیز مانگ کر میرے خرقے کی وقعت گھٹائی، اگر روئے زمین کے سارے لوگوں کے لئے دعا کرتا، تو اللہ سب کی سلام عطا کرتا“

اس محاذ پر نوجوان مسعود نے جس جواں مردی اور بہادری کا ثبوت

دیا۔ اس سے سلطان محمود بھانجے کا اور بھی گرویدہ ہو گیا۔
پھر سلطان نے اپنے گرز کی ضرب سے سونمات کے سر کو پاش پاش
کر دیا، شکست سونمات کے بعد لعل و جواہر کے انبار لگ گئے۔
تایخ زین المآثر میں تحریر ہے کہ یہ جُت خانہ اصل میں تارکیت تھا

مگر جواہرات کی قندیل سے بقیہ نور بتا رہا تھا۔
سونمات پتھر کی ایک سورت تھی، جو پانچ گز لمبی تھی جس میں دو گز
زمین کے اندر گڑی ہوئی تھی، سلطان نے اسے اکھاڑ کر اپنے ہمراہ لیا۔
اور قرب و جوار کے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

اس معرکہ میں ایک مقناطیس کا بت بھی نظر آیا، جو اٹنی مکرے میں
معلق تھا، اس کو دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے تھے، سلطان نے اس
بتکدے کی دیوار گرا کر اس طلسم کو بھی توڑ دیا۔ پھر راجہ بیرم دیو کو شکست دیکر
اس کے علاقے منہرولہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

سلطان کو یہ علاقہ اتنا پسند آیا کہ انھوں نے غزنی سالار مسعود کو دیے
کہ خود یہاں دارالسلطنت قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر شیران حکومت کے
اس مشورہ کو پسند نہ کیا اور کہا کہ اس سے نظام سلطنت میں خرابی پیدا
ہوگی، اور توازن برقرار نہ رہ سکے گا۔

سلطان نے دابشلیم مرتاض کو اطاعت اسلام کا عہدے کر منہرولہ
گجرات اور سونمات کا حاکم مقرر کیا، اور خود غزنی کا سفر اختیار کیا۔

راستے میں راجہ بیرم دیو، اجمیر اور جاٹوں کی ایک بڑی جمیعت نے
مقابلہ کیا، مگر سلطان نے ایک غیر مسلم واقعہ کار کی مدد سے سندھ کے
جنگل سے طمان کا سفر جاری رکھا، راستے میں یہ واقعہ پیش آیا، کہ وہ راہبر

یہ راتے سے سلطانی فوجوں کو لایا کہ جہاں پانی نایاب تھا۔ لشکر کے لوگ پیاس سے بیتاب ہونے لگے، آخر انھوں نے اپنی پیاس کا اظہار سلطان سے کیا۔ سلطان نے راہبر کو بلا کر اس سے دریافت کیا کہ تم کس راستے سے لائے ہو کہ پانی ملنا دشوار ہے۔

اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے آپ کو سونمات پر قربان کر دیا میں تم لوگوں کو اس بیابان میں لے آیا ہوں، جہاں تم زندگی بھر بھوکو گے مگر راستہ نہ پاؤ گے، آخر بھوک پیاس تم لوگوں کو ختم کر دے گی، اور میرا مقصد پورا ہو جائے گا۔ یہ گفتگو سن کر سلطان نے اسے اپنی تلوار سے قتل کر دیا۔

سلطان محمود تنہا لشکر سے باہر آئے اور تاج شاہی اتار کر سجدہ ریز ہو گئے، اور پروردگار عالم سے دعا کی کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں صراطِ مستقیم دکھا۔ دعا مقبول بارگاہِ خداوندی ہوئی، سلطان نے سوئے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ کچھ دور پر پانی کا چشمہ نظر آیا، اور اس صحرائے پر خطر سے نجات ملی۔

معرکہ سونمات سے کئی کراماتِ دابستہ ہیں۔ ”صاحبِ نجات“ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی ۷۰۰ سال کی عمر میں اپنے مریدوں کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے، ایک روز دشمن نے اچانک حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ سلطانی لشکر منتشر ہو جائے کہ اتنے میں حضرت خواجہ ابو محمدؒ نے اپنے ایک مرید محمد کا کو مجذوب کو آواز دی۔

محمد کا کو مجذوب اس وقت چشت میں موجود تھے۔ آداب کے ساتھ ہی وہ لشکر میں تشریف لے آئے اور دشمنوں کو بھگا دیا۔

لوگوں نے محمد کا کو کو قصبہ چشت میں دیکھا جو پتھراٹھا اٹھا کر دیواروں پر مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سلطان محمود کے ہمراہ جہاد کر رہا ہوں مرشد کے حکم پر ابداد کر رہا ہوں۔

سومناٹ فتح کرنے کے بعد سلطان غزنی آئے تو برہمنوں نے خواجہ احمد دیر کے ذریعہ سلطان سے درخواست کی کہ سومناٹ انھیں واپس کر دیا جائے، وہ اس کے معاوضے میں اتنا ہی سونا خزانے میں داخل کر دیں گے۔

سلطان نے سالار محمود سے مشورہ طلب کیا۔ سالار محمود غازی نے جواب دیا کہ آپ بت کے معاوضے میں سونا ضرور لے سکتے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن جب آذریت تراش اور محمودیت فروش ایک جگہ جمع ہوں گے، تو کیا ندامت ہوگی۔ سلطان محمود یہ جواب سن کر کانپ گئے اور بھانجے کو سینے سے لگا لیا۔ پھر سلطان نے کہا کہ میں کیا کروں، ایسا عہد اسلام میں ضروری چیز ہے، سالار محمود نے کہا آپ خود وعدہ خلائی نہ کریں، بلکہ وہ بت میرے حوالے کر دیں میں اس مسئلے کو حل کر دوں گا، اور بات آپ تک نہ پہنچے دوں گا۔

سلطان نے کہا بہتر ہے۔ سالار محمود نے اس بت کے ناک کان کاٹ کر اس کا چونا بنوایا۔ اور اس میں سے کچھ مندر میں ملایا، اور کچھ پانی میں بھگو دیا۔ برہمن خواجہ احمد کے ہمراہ بت حاصل کرنے کے لئے آئے تو سلطان نے کہا کہ صاحبزادہ محمود کے پاس چلے جاؤ، خواجہ احمدیات کی گہرائی

بگھ گیا۔ اور ان برہمنوں کے ہمراہ نہیں گیا۔

برہمن سالار مسعود کے حضور گئے تو آپ نے ان کو عزت و احترام سے بٹھایا۔ اور صندل کا ٹیکہ لگایا، اور پان پیش کئے۔

جب برہمنوں نے بت طلب کیا تو آپ نے فرمایا۔ وہ تو ہمیں مل چکا۔ تمہارے جس صندل کا ٹیکہ لگایا گیا۔ اور پان میں تمہنے جو چونا کھایا وہ اسی بت کا تھا۔ برہمن یہ سن کر خواجہ احمد وزیر اعظم سلطان محمود کے پاس فریاد لے کر گئے۔

سالار مسعود کے اس عمل سے ناراض ہو کر خواجہ احمد نے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دیدیا۔ اور برہمنوں کو درغلانے لگا کہ تم اپنے ملک واپس جا کر بدامنی پھیلاؤ۔

جس وقت سومات کا بت توڑا گیا تو اس کے اندر سے اس قدر جواہرات نکلے کہ ان کی قیمت کا اندازہ لگانا ممکن نہ تھا۔

خواجہ احمد ایک عرصے تک سلطان کا وزیر اور ہماز رہا تھا۔ اس لئے اس کی سازش سے انتظام حکومت میں فرق آنے لگا۔ سلطان نے مصلحتاً اسے دوبارہ وزارت عظمیٰ پیش کی۔ خواجہ احمد نے بیدلی سے وزارت قبول تو کر لی۔ لیکن وہ سالار مسعود کی موجودگی کو اپنے لئے رکاوٹ سمجھتا تھا۔ اس نے سلطان سے کہا کہ سالار مسعود کو ہندوستان روانہ کر دیں تاکہ کابل کا نظام درست ہو جائے۔

سلطان محمود اصل بات خوب سمجھتے تھے اسی لئے انہوں نے تنہائی میں سالار مسعود سے کہا کہ فرزند تم کچھ دنوں کے لئے کابل جا کر سیر و شکار کا لطف لو۔ میں مناسب موقع پر خواجہ احمد کو قید کر کے امیر جنگ میکائیل کو

وزیرِ اعظم بناؤنگا، اور تمہیں کابیلرے غزنی بلوائونگا۔

آپ نے کہا کہ میں کابیلر جانے کے بجائے ہند میں جہاد کروں گا۔ اور تبلیغ اسلام کروں گا۔ سلطان نے بہت اصرار کیا۔ لیکن سالار مسعود نے کابیلر جانے سے انکار کیا۔ سلطان نے سالار ساہو کو خط لکھا کہ فرزند مسعود آرہے ہیں۔ ان کا ارادہ ہند جانے کا ہے تم انہیں کابیلر میں روک لینا۔ میں چند دنوں میں انہیں واپس بلالوں گا۔

سالار مسعود کے ہمراہ گیارہ ہزار فداکار اور جذبہ جہاد سے سرشار لشکر تھے، جب سالار مسعود اپنے والدِ محترم سالار ساہو کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کو کابیلر میں روکنا چاہا۔ لیکن سالار مسعود کے جذبہ جہاد کو دیکھتے ہوئے وہ مجبور ہو گئے، انہوں نے کہا کہ بٹیا میں بھی تہا ہے ساتھ چلتا ہوں۔ لیکن سالار مسعود نے والدِ محترم سے عرض کیا کہ اگر آپ میرے ہمراہ گئے تو خواجہ احمد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور ماموں جان کو غلط فہمی میں مبتلا کرے گا کہ مسعود نے اپنے والد کو بھی بہکا دیا۔ اس لئے کابیلر میں آپ کی موجودگی ضروری ہے۔

سالار ساہو نے لائقِ فرزند کی یہ بات تسلیم کر لی۔ اور چند تجربہ کار و جہاندیدہ بہادروں کو آپ کے ہمراہ کر دیا۔

سالار غازی ہند میں

سالار مسعود شکار کھلتے ہوئے ہند کی جانب روانہ ہوئے، ایک جگہ ایک باز نظر آیا۔ آپ نے تیر چلایا۔ وہ باز اڑ کر ایک درخت پر بیٹھ گیا۔ آپ بھی اس درخت کے نیچے تشریف لے گئے۔ کچھ دیر مراقبہ فرمایا۔ اور

بیلداروں کو بلوا کر وہ درخت گردا دیا۔ اسی درخت کے نیچے آپ کو ایک خزانہ
خفیہ حاصل ہوا۔ آپ نے اسی خزانے سے جنگی تنخواہیں ادا فرمائیں، اور نئی
فوج بھرتی کی۔ آپ نے دریائے سندھ کے کنارے قیام فرمایا۔

امیر حسن عرب اور امیر یازید جعفر نے حب اکلم پانچ ہزار سوار لے کر
شیو پور کا محاصرہ کیا۔ اور رائے ارجن کو شکست دی۔ اس جنگ میں دس
لاکھ آشنی اور قیمتی اسباب مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا جسے سالار
مسعود نے انھیں لوگوں کو عنایت کر دیا۔ پھر کشتیوں سے دریا پار کیا۔ اور
لمتان کی جانب روانہ ہوئے۔

رائے انگپال کے سفیر حاضر ہوئے اور انھوں نے بارگاہ مسعود میں
عرض کیا کہ آپ کا ادھر آنا مناسب نہیں تھا آپ واپس چلے جائیں، ورنہ
بلا سبب کشت و خون ہوگا۔

سالار مسعود نے تمام سفراء کو خلعت و انعام دے کر جواب دیا، کہ خدا
کا ملک ہے، بندے کو ملکیت کا دعویٰ کیا۔ ہمارے مہر علی اسد اللہ الغالب
علوہن ابی طالب نے جہاد کیا، اور شریعت محمدی قائم کی، ہم انھیں کی اولاد
ہیں۔ آمادہ جہاد ہیں۔ اگر تم اسلام قبول کر دو گے تو ہمارے بھائی ہو، ورنہ تلوار
فیصلہ کرے گی۔

رائے انگپال اس جواب سے برہم ہو گیا اور جنگ کی تیاری شروع
ہو گئی۔

امیر حسن عرب، امیر یازید جعفر، امیر ترکان، امیر تقی، امیر فیروز عمر،
ملک امجد جو نہایت تجربہ کار فساد اور جاں نثار سردار تھے، انھوں نے انگپال
کا محاصرہ کر لیا۔ اور جنگ کے شکست دیا۔

سید سالار مسعود غازی نے برسات کے چار مہینے طمان میں گزارے
 جاڑوں میں اجودہ بن کی جانب روانہ ہوئے اور اسے بھی نہایت آسانی
 سے فتح کر لیا۔
 ایک سال اجودہ بن قیام کرنے کے بعد دہلی کی جانب کوچ کیا۔

وصالِ سلطان محمود

جب سالار مسعود عازم بند ہوئے تھے تو اپنے پانچ رفیقوں کو سلطان محمود کی بارگاہ میں چھوڑ آئے تھے۔

سالار سیف الدین بختیار، سید اعز الدین، ملک دولت، اور میاں رجب یہ سب حکومت میں معزز عہدوں پر فائز تھے۔

سلطان محمود ضعیفی کی بنا پر زیادہ وقت ملک ایان کے ہمراہ گزارتے تھے، خواجہ احمد وزیر اعظم نے جو سالار مسعود کا حامد تھا ان کے رفیقوں میں سے میاں رجب کو بغیر سلطان کی اطلاع کے ان کو جاگیر سے معزول کر دیا۔ خواجہ احمد کی شرارتوں سے بد دل ہو کر یہ تمام سردار ہندوستان آگئے، اور سید سالار مسعود کے ہمراہ چائیں شریک ہوئے۔

”صاحب روضۃ الصفا“ نے تحریر کیا ہے کہ جب خواجہ احمد کی بیباکی انتہا کو پہنچی، اور اس نے سلطان کی ایذا رسانی سے بھی دریغ نہ کیا تو اس کو گرفتار کر کے قلعہ کالنجر ہند میں قید کر دیا گیا۔ خواجہ احمد بن حن میندی نے اٹھارہ سال تک وزارت کر کے تیرہ سال قید میں گزارے۔ اور قید ہی میں انتقال کیا۔

خواجہ احمد کے معزول ہونے کے بعد احمد حسین بن امیر خنگ کو وزیر اعظم

نامزد کیا گیا۔

۲۲ ربیع الاول ۸۲۱ھ کو پینتیس سال حکومت کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت بڑھانے کے بعد ترسٹھ سال کی عمر میں سلطان محمود دکاوہ مال ہوا، قصر فیروزہ غزنی میں سپرد خاک ہوئے۔

حضرت محمود غازی غزنوی واقف اسرار اللہ الصمد
شد بخت عالم سال وفات زور رقم مقبول درگاہ احمد

۸۲۱ھ

تاریخ فیروز شاہی کلاں،، اور تاریخ فرشتہ،، کے مطابق سلطان محمود کے انتقال کے بعد جمال الملک جمال الدین سلطان محمود فرزند خورد نے حسب وصیت گورگان سے آکر غزنی کی حکومت سنبھالی۔
شہاب الدین سلطان مسعود جو جمال الدین سلطان محمود کے بڑے بھائی تھے، انھوں نے جنگ کے تحت غزنی پر قبضہ کر لیا۔ *

سید سالار غازی کی فتوحات

سالار مسعود احمد بن سے دہلی کی جانب روانہ ہوئے، دہلی میں اس وقت رائے بھی پال کی حکومت تھی، جو نہایت جری اور شیر دل حکمراں تھا اس کے پاس مال و دولت اور سپاہ کی کثرت تھی، اسی لئے سلطان محمود نے جب لاہور فتح کیا تو دہلی کا محاذ کھولنے کی ہمت نہ پڑی۔

سالار مسعود نے دہلی کے قریب پٹاؤ ڈالا۔ آپ کی آمد کی اطلاع پا کر رائے بھی پال بھی اپنی فوج لے کر مقابل آیا، تقریباً ڈیڑھ مہینے تک دن کو جنگ ہوئی اور رات کو دونوں فوجیں آرام کرتیں۔

اسی عالم میں سالار مسعود نے بارگاہ محمود میں دعائے نصرت کی، اسی وقت ہر کاروں نے اطلاع دی کہ سلطان السلاطین بھی بختیار، سالار سیف الدین میر سید اعز الدین، میر سید عرب، ملک دولت عرب میاں رجب غزنوی سے شکر لے کر آگئے ہیں۔

سالار مسعود کو اس خبر سے نہایت فرحت حاصل ہوئی، اور اپنی دعار کی قبولیت کا یقین ہو گیا۔ چالیسویں روز دونوں لشکر مقابل ہوئے، سالار مسعود اشرف الملک کے ہمراہ مجھے سے باہر آئے، اسی وقت رائے بھی پال کا سپر رائے گوپال گھوٹا دوڑا کر سہنے آیا۔ اور گرز کا ایک دار کیا، اس دار سے

سالار مسعود غازی کے دودانت شہید ہو گئے۔

اشرف الملک نے تلوار کے ایک داسے رائے گوپال کا کام تمام کر دیا۔ غازی مسعود غم پر دھال باندھ کر میدان جنگ میں آئے، اور نقارہ جنگ پر چوب پڑی، اور نہایت خوریز جنگ شروع ہو گئی۔ سید اعز الدین نے شہادت حاصل کی۔ یہ دیکھ کر غازی سالار نے خود گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور بالکل ٹھیل چھوڑ دی۔ پہلے اتنا شدید تھا کہ دشمن تاب نہ لاسکے۔ اور رائے ہی پال کا مارا شکر شکست کھا کر منہ موڑ کر بھاگا۔ لیکن خود رائے ہی پال اور اس کے دوسرے بیٹے سری پال نے میدان جنگ نہ چھوڑا۔ اور دونوں رشتے ہوئے مارے گئے، سید سالار مسعود غازی نے چالیسویں روز دہلی فتح کیا۔

افسران فوج نے درخواست پیش کی کہ آپ تخت دہلی پر جلوہ افروز ہوں، اور سکے چلائیں۔ سالار مسعود نے تخت نشینی سے صاف انکار کر دیا، اور پھر سید اعز الدین کو دفن کر کے عالیشان مقبرہ تعمیر کرایا۔ اور مجاور مقرر کئے۔

میر یازید جعفر کو تین ہزار سوار کا سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ چھ ہزار سوار اور بھرتی کے دہلی کا انتظام کرو، اور میاں رجب کو سندھ مزاج ہونے کی بنا پر کوتوال بنایا۔ چھ بیٹے دہلی میں قیام کرنے کے بعد میرٹھ کی جانب روانہ ہوئے۔

والی میرٹھ نے مقابلے سے گھبرا کر اطاعت قبول کی۔ اور اپنے نمائندے بھیج کر اخبارِ وفاداری کیا۔ آپ نے میرٹھ کے حاکم کو خلعت اور اعزاز سے نوازا۔ اور خود قنوج کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب آپ نواح قنوج میں پہنچے تو راجہ قنوج نے انکا شاندار استقبال کیا، اور عرض کیا کہ یہ مملکت آپ کی ہے کیونکہ جب سلطان محمود نے میں تباہ کرنا چاہا۔ تو سالار مسعود نے ہماری مدد کر کے یہ ریاست ہمیں واپس دلائی، اور ہماری عزت و آبرو بچائی، آپ نے راجہ قنوج کو بھی خلعت اور گھوڑا عنایت کیا۔ *

سالار مسعود غازی کی سترکہ آمد

سالار مسعود غازی طبع آباد ہوتے ہوئے سترکہ پہنچے، اس زمانے میں سترکہ اور بہرائچ دونوں مقامات نہایت آباد اور خوش خلت تھے۔ بہرائچ اپنے مندروں کے لئے مشہور تھا۔ اور ناف ہند کہلاتا تھا۔ سالار غازی کو سترکہ کی آب و ہوا نہایت پسند آئی۔ یہاں کی شکار گاہ میں ہر قسم کے جانور موجود تھے۔ اسی لئے آپ نے یہاں قیام فرمایا۔ اور یہیں سے مجاہدین اسلام کے لشکر ہر طرف روانہ کئے۔ سالار سیف الدین اور میاں رجب کو تو ال کو بہرائچ روانہ کیا اور میاں رجب کے بیٹے کو کو تو ال مقرر فرمایا۔

دونوں افسر رجب بہرائچ پہنچے، تو غلہ کیاب پایا۔ فوراً سید سالار مسعود غازی کو اطلاع دی کہ یہاں قحط پڑا ہو ہے فوری طور پر غلہ بھجوائیے۔ آپ نے چودھری تماش سدھو، اور چودھری نہراشیکی کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ کھیتی کراؤ، کاشتکاری کے لئے جس چیز کی ضرورت ہو، سرکار سے طلب کرو، اور غلہ بہرائچ پہنچاؤ۔ ان دونوں نے عرض کیا۔ غلہ ہم بھیجتے ہیں۔ روپیہ بعد میں لے لیں گے۔ آپ ان کے جواب سے خوش ہوئے، اور عطر و پان اور خلعت و انعام ساتھ ہی زر نقد کی دے کر رخصت کیا۔ اور

ملک فیروز عمر کو غلہ وصول کرنے پر مقرر کیا۔ تاکہ رسد فوری طور پر پہنچا سکا جاسکے۔

سلطان السلاطین بھی اختیار کو اپنا نائب مقرر کر کے ملک فردوست کی حکومت دی۔ اور فرمایا۔ جہاں جانا خلق محمدی کا نمود پیش کرنا۔ پہلے لوگوں کو صراطِ مستقیم کی جانب بلانا۔ اس کے بعد جہاد کرنا۔ یہ فرما کے سینے سے لگایا۔ اور زار و قطار روانے لگے۔ فرمایا، کہا، انا معان کنا۔ یہ آخری ملاقات ہے جاؤ خدا نگہبان ہے۔

سید سالار غازی کی نگاہ دور رس نے ان مناظر کو ملاحظہ فرمایا تھا جو آئندہ پیش آنے والے تھے، اسی لئے رخصت کرتے وقت آپ پر رقت طاری ہو گئی۔

سلطان السلاطین بھی اختیار نے فردوست کو فتح کیا۔ اور شہر کا نمود میں مرتبہ شہادت حاصل کیا۔ آپ کا مزار نور پھول باغ اور پرانے لشکر کے پل سے ملے جھاری بابا کے نام سے مشہور ہے، جہاں ہزاروں زائرین حاضر ہو کر خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور فیض جاریہ سے نوازے جاتے ہیں۔

سید سالار مسعود غازی کو آپ کی شہادت کی خبر سے بہت دکھ ہوا۔ اور تمام لشکر ایک ماہ تک سو گوار رہا۔

امیر حسن عربؒ ہوبہ میں مامور کئے گئے اور میر سید علی معروف گوپا سو آئے، اور لال پیر کے نام سے شہرت حاصل کی۔

سید ملک آدمؒ جو حضرت غازی مسعود کے استاذ بھی تھے ان کی تقرری لکھنؤ ہوئی۔ آپ محبت باغ قرب راجہ بازار آرام فرما ہیں۔

نہ اس دور میں فردوست جا جموں کو کہتے تھے جو کانپور سے تقریباً ۱۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

ملک فیض کو بنارس روانہ فرمایا۔ اور سرکھ کا انتظام لینے ہاتھ میں رکھا۔
ایک دن کٹھہ مانکیو سے دو آدمی زین اور لگام لے کر حاضر ہوئے
انہوں نے کہا، ہماری مقدس کتابوں میں تحریر ہے کہ اس دیار میں کسی بیرونی
شخص کی حکومت قائم نہیں رہ سکتی، اس لئے آج ملک باہر کا کوئی تاجدار
ادھر نہیں آیا۔

سکندر درمی نے حوصلہ کیا تھا۔ لیکن پھر اس نے دورانہ شکل سے کام
لے کر ادھر آنے کا قصد ملتوی کر دیا۔

سلطان محمود نے بھی گجرات، اجیر، قنوج تک دھاوا کیا۔ لیکن ادھر
کارخ نہیں کیا۔ ہمیں تمہاری نوجوانی کا خیال ہے۔ ہم کو نہ ستاؤ اور یہاں
سے فوراً واپس چلے جاؤ۔ ورنہ لاکھوں تلواروں کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہو،
یہ سن کر سالار غازی کو جلال آگیا۔ آپ نے فرمایا، یہ جادو کی زین اور
لگام لے کر واپس جاؤ، اگر سفارت پر نہ آئے ہوتے تو انجام دوسرا ہوتا۔
اس بے ادبی اور بیہودگی کی پوری سزا پاتے۔

یہ خدا کا ملک ہے، جس کی تلوار اس کا قبضہ !
یہ جواب سن کر وہ دونوں شخص واپس چلے گئے، اور انہوں نے حاکم
کٹھہ مانکیو سے کہا کہ یہ نوجوان فہم و فراست اور جرات و شجاعت میں بے مثال
ہے جنگ کر کے اس پر فتح حاصل کرنا امر محال ہے۔

ایک مقام پر اس دربار میں موجود تھا، اس نے کہا کہ اس مشکل کام کو میں
آسان کر دوں گا، اور صرف اپنی زہرا کو دناخن گیر سے ان کا کام تمام کر دوں گا
وہ دناخن گیر لے کر بارگاہِ ستیلا میں حاضر ہوا۔

آپ نے پوچھا کون ہو۔

اس نے کہا: مسلمانوں کا میراثی کہلاتا ہوں، حضور کی خدمت میں ہے
ناخن گیر نذر کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

سالار غازی نے اس سے ناخن گیر لے کر دوا شرفی عنایت کی، اور اسے
دھت کیا، ایک دن سپہ سالار نے اسے ہاتھ کے ناخن تراشنے کی غرض
سے اس ناخن گیر کو استعمال فرمایا، اس کی تیز دھاس سے آپ کی انگلی میں خواش
آگئی، اور زہر نے فوری طور پر اپنا اثر دکھایا، آپ بے ہوش ہو گئے۔

طیب لشکر نے زہر مہرہ پلایا، کچھ دیر کے بعد زہر کا اثر زائل ہوا۔ اور آپ
صحتیاب ہوئے۔ صدقہ دیا، اور دیوان عام میں تشریف لائے، ہر طرف مسرت
اور شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔

اس واقعہ کی اطلاع آپ نے اپنے والد محترم سالار ساہوکار دوانہ کی،
اس وقت آپ کی عمر شریف ۵۵ سال تھی۔

آپ کی والدہ گرامی کو اس واقعے سے اتنی روحانی اذیت پہنچی کہ آپ کا
سنہ ۳۲ میں وصال ہو گیا۔

سالار ساہوکار نے ان کا جسد خاکی غزنی روانہ کیا اور خود سترکہ تشریف لے
آئے، سالار غازی نے اپنے والد محترم کا شاندار اور پر تپاک خیر مقدم کیا، اور
دولت سرا لائے۔

ملک فیروز شاہ کو سترکہ آتے ہوئے دریا کے کنارے گھومتے ہوئے
تین آدمیوں پر شک گذرا، انھیں فوراً گرفتار کر لیا گیا، ان کے قبضے سے خطوط
برآمد ہوئے، ان میں سے دو جادوگر تھے جو زین اور لگام لے کر آئے تھے اور
تیسرا وہی حجام تھا جس نے ناخن گیر پیش کی تھی۔

سالار غازی نے دو کی جان بخشی کی، اور حجام کی گردن مار دی گئی۔

یہ خطوط حاکم کثرہ مانچور نے والیان نواحی بہرائچ کو لکھے تھے کہ اگر ہم لوگوں نے متحد ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا تو انہیں شکست دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

سالار ساہونے جو جاسوس کثرہ مانچور بھیجے تھے انہوں نے خبر دی کہ آج کل راجہ اپنے لشکر کے اور لشکر کی شادی میں مصروف ہے، یہ حملے کا بہترین وقت ہے، سالار ساہونے لشکر کے دو حصے کئے، ایک نے کثرہ اور دوسرے نے مانیک پور کو گھیر لیا، امحق راجہ کو اپنی بے وقوفی کا پورا غمازہ بھگتنا پڑا۔ اسے گرفتار کر کے سترکھ بھیج دیا گیا۔ اس کے علاقے کو تاراج کر دیا گیا، اس طرح سالار ساہونے سترکھ تشریف لاتے ہی اپنی جنگی حکمت عملی کا دبدبہ قائم کر دیا۔ سالار سعود نے قیدیوں کو بہرائچ سالار سیف الدین کے پاس بھیج دیا۔

ملک عبداللہ کو کثرہ اور ملک قطب حیدر کو مانچور کا علاقہ بخشا گیا۔ اس کے بعد آپ خود سترکھ تشریف لے آئے۔

ایک دن سید سالار غازی شکار کے لئے گئے، جھاڑیوں سے غراہٹ کی آواز سنائی دی۔ یکا یک ایک شیر جھاڑیوں سے نکل کر سامنے آیا، ادبیت لگا کر حملہ آور ہوا۔

شیر اسلام نے چابکدستی سے تلوار کا ایک بھر پور وار کیا۔ اور شیر مردہ ہو کر زمین پر گرا۔

اس بہادری، جرات اور جواں مردی کی اطلاع جب سالار ساہو کو ہوئی، تو انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اسی دن دزر صدقہ کیا۔

اسی رات کو بہرائچ سے سالار سیف الدین کا عریفہ ملا کہ قرب و جوار کے راجاؤں نے شورش پیدا کر رکھی ہے۔

سالار مسعود نے اپنے والد محترم سے اجازت طلب کی۔ انھوں نے
بدقت رخصت کیا۔

، ارشجان المعظم ۴۲۳ھ کو آپ بہرائچ پہنچے، اور راجاؤں کو خود سری
کی سزا دی۔

آپ جس وقت سیر کے لئے سورج کنڈ جاتے، تو اکثر فرماتے تھے کہ اس
جگہ سے بوئے رفاقت محسوس ہوتی ہے۔

سورج کنڈ بہرائچ میں ایک بہت بڑا تیرتھا استھان تھا، یہ سورج کے
دیوتا بالارک کا مندر تھا۔ آفتاب کی تصویر ایک بہت بڑے پتھر پر بنی تھی۔
بالارک کے نام پر بہرائچ آباد کیا گیا تھا۔ ہر اتوار کو ہزاروں کی تعداد میں یاتری
یہاں آتے تھے اور صبح و شام پوجا کرتے تھے۔

اس وقت ہندوستان میں دواہم مقامات تھے، ایک سومات
چاند کا مندر، دوسرا سورج کنڈ، سورج مندر۔ ان دونوں کے زوال میں
سید سالار مسعود غازی کا کردار مرکزی ہے۔

سالار مسعود سورج کنڈ کی جانب اشارہ کر کے فرماتے تھے کہ جب ہم یہاں
آرام کریں گے تو اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اور لوگ ہماری اطاعت کریں گے۔

سالارِ ساہو کا وصال

حضرت ساہو بہہ بیٹ کمال شد فانی اللہ در را و ہدا
سال تارخیش عنایت دت فکر گفت ساہو طالب را و خدا

۲۲۳

سالار ساہو بیٹے کی جدائی سے اس قدر پریشان ہوئے کہ پندرہ سوال کو
دردِ سر کی شکایت ہوئی۔ آپ نے سترکھ میں دفن کئے جانے کی وصیت کی اور
۲۵ سوال ۲۲۳ کو عارضہٴ دردِ سر میں آپ کا وصال ہوا۔

بہرائی قاصدا یا۔ اس نے عبدالملک فیروز کلبی مقامِ معظم خان کو دیا پہلے
مصلحتاً اس خبر کو چھپایا گیا۔ مگر مجبوراً سید سالار غازی کو اس حادثہٴ جانگاہ
کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے کاروبار دنیا دی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

تمام سردارانِ لشکر نے آپ کو دلاسا دیا۔ سب کے پیہم اصرار پر آپ نے
فرمایا۔ یہ یارو تمہارے سردار نے دنیا سے عالمِ آخرت کی جانب کوچ کیا، اب
ہر سردار لشکر کا اختیار ہے کہ وہ اپنے لئے جو بہتر سمجھے اس پر عمل کرے۔ اور
جس کو چاہے سردار بنے۔ میں اب عبادتِ معبود میں زندگی کے دن پہلے
گناہ چاہتا ہوں۔ اور گوشہ نشین ہو کر زندگی گزارنا چاہتا ہوں، کل نرماہ کا
جہان ہوں، پھر اپنی بھی وہی منزل ہے :-

یہ تقریر سن کر تمام ارکانِ حکومت بیقرار ہو گئے۔ اور زار و قطار روکنے

گئے۔ سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم آپ کے تابعدار اور جاننا رہیں
آپ ہمیشہ ہماری سردار ہیں۔

سب سے پہلے سالار سیف الدین نے نذر پیش کی۔
آپ نے اسی وقت عبدالملک فیروز کو شرک کا حاکم مقرر کر کے خلعت
فاخرہ مع تلوار اور گھوڑا عطا کیا۔ اور تسلی نامہ پہلا کیا۔
ماہ محرم آیا، تو آپ نے آغاز سال کا جشن منایا، اور اراکین حکومت
کو انعامات سے نوازا۔ محتاجوں، غریبوں کو زور و جواہر سے مالا مال کیا۔
آپ وضو کے عبادت الہی کے لئے گوشہ تنہائی میں چلے گئے۔
نماز پڑھتے پڑھتے آنکھ لگ گئی اور جانا نماز پر آپ سو گئے، اسی عالم
میں دیکھا کہ سالار سا ہو مع شکر دریائے گنگا کے کنارے خیمہ زن ہیں۔ محفل
مسرت آ رہا ہے، مادرِ معطر کے ہاتھوں میں پھولوں کا بار ہے، سالارِ سود
کو دیکھ کر انہوں نے سینے سے لگایا، اور بار گئے میں ڈال کر فرمایا۔ تیری
شادی کا سامان تیار ہے، صرف تیری آمد کا انتظار ہے۔
اتنے میں شکر کی آواز سے آپ بیدار ہوئے، وضو کے نماز پوری
کی، اور دیوان عام میں تشریف لائے۔

ان کا سونا بھی عبادت جاگتا بھی بندگی
عاشقانِ مصطفیٰ کی بات ہی کچھ اور ہے

حضرت معراج دارثی

معرکہ مہراج

نکاح وقت کے بنار پر چراغ کوئی
نہ جانے بجھ گئے کتنے سنسکرت کے چراغ

عارف شجہتی

دلیان ریاست ہند کا ایک وفد ملک حید کے ساتھ دربار سعودی
میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک عریفہ پیش کیا، جس میں تحریر تھا کہ "آپ نے
اس دیار میں آکر سخت غلطی کی، اپنی فوج پر رحم کھائیں، اور یہاں سے فوراً
واپس چلے جائیں۔"

سالار غازی نے پوچھا کہ کتنے راجہ اس مشترکہ محاذ میں شریک ہیں؟
اس وفد نے جواب دیا کہ اکیس راجہ ہیں اور ان کے نام اس طرح ہیں
۱۔ رائے رائے ۲۔ رائے سائب ۳۔ ارجن ۴۔ بھیکن ۵۔ گنگ ۶۔ کلیان
۷۔ مکروہ ۸۔ شنکر ۹۔ کرن ۱۰۔ بیربل ۱۱۔ بے پال ۱۲۔ سری پال ۱۳۔ ہر پال
۱۴۔ ہر کرن ۱۵۔ ہر کو ۱۶۔ ترہر ۱۷۔ رتو ۱۸۔ ہری ۱۹۔ اندان ۲۰۔ دلو
۲۱۔ زسنگہ۔

اور یہ بھی کہا کہ بجا بھر میں کئی لاکھ سوار جنگ کے لئے تیار ہیں، سواروں
کے علاوہ کئی ہزار پیدل ہیں۔

فرار ہونے میں کامیاب ہوئے، یہ زبردست جنگ آپ نے نہایت شاندار اور دلورہانچہ طریقے سے فتح کی۔

بہارچ داپسی کے وقت آپ جب سورج کنڈ کے قریب آئے، تو گرمی کی شدت سے پریشان ہو کر کچھ دیر استراحت فرمانے کی نیت سے ہوئے کے درخت کے نیچے سائے میں قیام فرما ہوئے۔

آپ نے فرمایا کہ، اس درخت سے مجھ کو ایک عجیب سی انیت اور اس زمین سے نہایت محبت ہے، یہاں ہمارا قیام ہوگا، اور یہ خطہ دارالسلام ہوگا۔ آپ نے میلداروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس درخت کے قرب وجوار کی جھاڑوں کو صاف کر کے روشیں بنا کے چمن بندی کر دو، اور ایک خوبصورت باغ لگا دو ایک اونچا چوتہ اس درخت کے نیچے لگا دو، یہ ہماری نشست کے کام آئیگا ہر قسم کے پھول اور پودے ہیا کہ کے ان کے درمیان ایک بنگلہ تعمیر کراؤ، جس کے چاروں طرف سبز چار دیواری ہو۔

جب تک ہم یہاں قیام نہ کریں گے، آفتاب پرستی کی ظلمت دور نہ ہوگی۔ آپ کے حکم اور مرضی کے مطابق ایک خوبصورت باغ آراستہ کر دیا گیا۔ ایک دن آپ چوتہ پر جلوہ گر تھے، تمام افسران لشکر موجود تھے کہ ملک حیدر کے ہمراہ رائے جوگیداس اور رائے گوہنداس کے سفیر حاضر ہوئے، اور ان کی جانب سے اطاعت کا اقرار کیا، اور تحائف نذر کئے۔

سالار سعود نے ان سفراء کو خلعت و انعام سے نوازا، اور پیغام بھیجا کہ آپ لوگ امن و امان کے ساتھ اپنے علاقوں پر حکومت کرتے رہیں۔

تمام راجہ جو ظاہری طور پر نذریں بھجوا رہے تھے اور اطاعت کا اقرار کر رہے تھے حقیقت میں وہ سب جنگ کی تیاری میں مصروف تھے، اور

صرف وقت گزاری چاہتے تھے، ان راجاؤں کے نمائندے دوسری ریاستوں کے جاگیرداروں کو، راجاؤں کو سمجھاتے کہ ایک لڑکے نے ہمارے آباؤ اجداد کا ملک چھین لیا ہے، تم لوگ ہماری مدد کرو، اسی میں خود تمہاری بہتری ہے۔ ورنہ وہ ہم سے فارغ ہو کر تمہاری طرف رخ کرینگا، اور کسی ریاست کو باقی نہیں رکھے گا۔

اس اپیل پر لیکش کہتے ہوئے رائے شہر دیو بھولے اور بہر دیو بھولے سے اپنی لاتعداد فوج کے ساتھ مدد کے لئے آیا، اور اپنے ہمراہ ہزاروں لہے کے گوہر و زہراؤں کو لایا، وہ گوہر و زمین میں بچھو دیئے گئے، اور آتش گیر مادہ بھی جمع کر دیا گیا، اسی درمیان پہاڑی راجہ سے بھی مدد طلب کی گئی۔ دو ماہ میں ساری جنگی تیاری مکمل کر کے پھر سفیر بارگاہ مسعود میں روانہ کئے کہ یا تو ہمارے ملک سے واپس چلے جاؤ، یا مقابلے پر آؤ۔

اسی درمیان خبر ملی کہ دشمنوں نے لشکر غازی کے مویشی پکڑ لئے ہیں سالار مسعود اسی وقت روانہ ہو گئے، ملک حیدر، سالار سیف الدین، امیر نصر اللہ، امیر خضر، سید ابراہیم، نجم الملک، ظہیر الملک، عین الملک، شرف الملک، نظام الملک، قیام الملک، نصر الملک اور مایا رجب ایسے نامور غازیان اسلام آپ کے ہمراہ تھے۔

آپ نے دریائے کھلا کے کنارے پہنچتے ہی حملہ کر دیا، دشمن پہلے ہی حملے میں سراییمہ ہو گیا، اس نے آتش گیر مادے میں آگ لگا دی، اس کی آذان سے گھوڑے بھڑک اٹھے، بہت سے بجاہد گھوڑے سے گر پڑے جہاں زہراؤں و آہنی گوہر پہلے سے لگے ہوئے تھے، بہت سے بجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جب اس کی خبر سالار مسعود غازی کو

سید سالار غازی نے حالات کا جائزہ لینے کے لئے ملک نیکل کو روانہ کیا، ملک نے بھا بھر پہنچ کر تمام راجاؤں سے یکے بعد دیگرے ملاقات کی، اور ان سے کہا کہ سید سالار مسعود یہاں کچھ روز سیر و شکار میں گذاریں گے، اس کے بعد یہاں سے چلے جائیں گے، ہم لوگوں کے درمیان معاہدہ صلح ہو جانا چاہیئے،

اس ملک میں ہندو اور مسلمان دونوں پر امن طریقے پر رہیں، ان راجاؤں نے غرور سے جواب دیا، کہ کسی صلح کی ضرورت نہیں ہے، جنگ ہی ہر مسئلے کا حل ہے۔ رائے کلیان جو نہایت ہوشیار اور جہاندیدہ انسان تھا اس نے راجاؤں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ بالکل کم عقلی اور بے وقوفی کی باتیں کر رہے ہو، کیا سالار مسعود نے تم سے خوفزدہ ہو کر امن کا پیغام دیا ہے؟ یہ تمہارا دھم ہے، اگر معاہدہ صلح کی پیشکش ٹھکراؤ گے، تو میری بات یاد رکھو بہت پچھتاؤ گے۔

رائے کلیان کی تقریر اور سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ملک نیکل واپس آگئے، اور انھوں نے سارا واقعہ سالار مسعود سے عرض کیا۔

دریائے کشتلا کے کنارے دونوں لشکروں کا سامنا ہوا۔ سالار سیف الدین ہراول دستے کی قیادت کر رہے تھے، میاں رجب، امیر خضر اور امیر نصر اللہ داہنی جانب سے اپنے اپنے دستوں کو آگے بڑھایا، قلب سے سید غازی نے بھجئے سلیمانی لے کر بھر پور حملہ کیا۔

راجاؤں کے لشکریں انتشار پیدا ہوا، اور سپاہیوں نے بھاگنا شروع کر دیا، سالار غازی نے پانچ راجاؤں کو گرفتار کر لیا، کچھ مارے گئے، اور چند

لے دریائے گھاگھرا

ہوئی تو آپ نے دشمنوں کو چاروں طرف سے گھیر کر حملہ کیا اور دشمنوں کی
کثیر تعداد کو لقمہ اجل بنا دیا۔ پہلے گئے ولے دشمنوں کا آپ کی فوجوں نے
دور تک تعاقب کیا، اور انھیں شدید نقصان پہونچایا۔
اس جنگ میں سید سالار غازی کے ساتھیوں کی ایک مہائی تعداد
نے درجہ شہادت حاصل کیا۔ اور اپنے خالق حقیقی کے حضور سرخ رو
ہو کر پہونچے۔

فتح حاصل کرنے کے بعد آپ پھر ہراج تشریف لائے، اور سورج کنڈ
کے کنارے جو چوترا آپ نے تعمیر کرایا تھا، اسی پر جلوہ افروز ہو گئے۔
میاں رجب تے ادب سے عرض کیا کہ حضور یہاں نماز ادا فرماتے ہیں
اگر حکم ہو تو اس بیت کو توڑ ڈالوں، اور بالارک کا وجود مٹا دوں۔
آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ راز خداوندی ہے، ابھی تمہاری سمجھ میں
نہیں آئے گا، چند روز میں یہاں کی ظلمت خود دور ہو جائے گی۔
یکہ کر آپ پر عالم وجد طاری ہو گیا۔

میاں رجب جو اس کیفیت سے نا آشنا تھے گھبرا گئے اور مضرت کرتے
ہوئے انھوں نے کہا کہ جیسا حضور مناسب سمجھیں عمل فرمائیں۔
بعض ناواقف لوگ میاں رجب کو آپ کا خالہ زاد بھائی، بعض سلطان
فیروز شاہ کا والد سمجھتے ہیں۔ جو حقیقت سے بالکل بعید ہے۔

میاں رجب سالار مسعود غازی کی فوج کے ایک اعلیٰ افسر اور غازی
مسعود کے جانشین اور مزاج داں تھے، حضرت سالار مسعود غازی کو مختلف
علاقوں میں الگ الگ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، یوپی میں بلے میاں، غازی
میاں، سالار غازی، نواح دہلی میں پیر محل اور خراسان میں سالار رجب کے نام
سے پکارا جاتا ہے۔ *

شہادتِ سالار

موت پیش کرتی ہے زندگی کا پیمانہ
میکشان طیبہ کی شان ہی نرالی ہے

حیاتِ وارثی

۱۳ رجب المرجب ۱۲۳۳ھ جو ہفتے کے دن مشرکین حملہ آور ہوئے، نہایت خوزیر اور زبردست جنگ شروع ہو گئی، سید سالار غازی کو دشمن کے حملے کی خبر ہوئی، آپ نے فوراً سالار سیف الدین کو حکم دیا کہ چوکی کی مدد کے لئے روانہ ہو جاؤ۔

آپ نے غسل فرمایا، اور لباسِ شاہانہ زیب تن کیا، عطر لگا کر کپڑوں کو معطر کیا۔ نماز فجر ادا کر کے اس پادہ خنگ جو عراق سے تحفہ میں آئی تھی اس پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ اور سورج کنڈ کے قریب ہوئے کے درخت کے نیچے جا کر قیام فرمایا۔

خوزیر جنگ جاری تھی، بہت سے سرداروں نے سالار سیف الدین کے ہمراہ شہادت حاصل کی۔ آپ کو جب کسی کے شہید ہونے کی اطلاع ملتی تھی، تو فرماتے تھے، عاقبتِ بخیر ہوئی، آپ نے فرمایا۔ سالار سیف الدین کی تدفین کا انتظام کرو، اور شہیدوں کو سورج کنڈ میں ڈال دو، ان کی شہادت

کی برکت سے ظلمت کفر و دودھ بجائے گی، تمام شہداء کو تاریک غاروں میں نہ لٹا کر دینا کہ ناپاک ہاتھ ان تک دہونچ سکیں، آپ کے حکم پر تمام شہداء کو سورج کندہ اور دوسرے کنوؤں میں محفوظ کر دیا گیا۔

پھر آپ نے تازہ و صبر کے نماز ظہر ادا فرمائی، اور مدفن شہداء پر آکر نماز جنازہ اور دعائے مغفرت فرمائی، یہ امور انجام دینے کے بعد سورۃ فتح تلاوت کی، اور میدان جنگ کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ کے زیر سایہ سکندر دیوانہ بھی چل رہا تھا۔

سرکار غازی کا یہ دیوانہ حضرت ابراہیم ادہم ادہم کے سلسلے سے بیعت تھا اور ہمیشہ شگے پاؤں ایک چھڑی ہاتھ میں لئے حضرت غازی کے پیچھے چلتا تھا، اور ایک سنگ شکل جو سکندر دیوانہ کا رفیق قدیم تھا اس کے ہمراہ رہتا تھا۔

آپ کے جلو میں بے شمار غازیان اسلام نے مرتبہ شہادت حاصل کیا، سید سالار غازی نے انجی تلوار آبدار سے ہزاروں بیدمنوں اور مشرکوں کو جہنم داخل کیا۔ اسی حالت جنگ میں رائے شہر دیو کی کمان سے نکلا ہوا ایک تیر آپ کی گردن میں پھوست ہو گیا۔

سکندر دیوانہ نے آپ کو فوراً گھوڑے کی پشت سے نیچے اتار کر بھلے کے درخت کے سائے میں لٹا دیا، اور آپ کا روئے مبارک قبلے کی جانب کر دیا۔ آپ نے آنکھیں کھول کر سکندر دیوانہ کو محبت سے دیکھا اور تبسم فرماتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھا، اور اپنے مالک و خالق کے حضور تاج شہادت پہن کر سرخ رو حاضر ہوئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

زندگی کیا ہے۔ جلنے کے لئے پروٹھ شہر کر بلا جائے
 آپ نے ۲۱ رجب المرجب ۴۰۵ھ دو شنبہ صبح صادق دقہ
 کے دقے اپنے قدموں سے دنیا کو سرفراز فرمایا، اور ۳۱ رجب المرجب
 ۴۲۴ھ یکشنبہ دقے عصر اٹارہ سالہ گیارہ بیسے چوبیسے دقے کہ عمر
 شریفہ میں شہادت عظمیٰ حاصل کی۔

حضرت مسعود غازی واقف سرائے شہنائی الشہازی دار فناء باعز و جلاہ
 سال تارخ شہادت دکن ہجری بہ فکر زور قلم وصال قبلہ ایماں پناہ
 ۴۲۴ھ

سید سالار مسعود غازی کی شہادت سے سکندر دیوانہ دنیائے بیگانہ
 ہو گیا، اس نے نعرہ مارا کہ قیامت آئی، سلطان غازی نے شہادت پائی، یہ خبر
 سنتے ہی تمام مجاہدین اسلام تلواریں لے کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، اور شام
 تک راہ خدا میں شہید ہو گئے۔

سکندر دیوانہ نے ہزاروں تیر کھائے، لیکن زالو نہ سر کایا، اور فرق
 میاں کہ مجاہد اعظم اور شہید معظم کا زمین پر نہ رکھا، آپ کے قدموں میں سر رکھ کر
 شہید ہو گیا۔

رات کے وقت مشرکین باغ میں آئے، وہ سالار غازی کو تلاش
 کر رہے تھے، لیکن خون کی وجہ سے زیادہ دیر باغ میں نہ ٹھہرے، اور
 واپس چلے گئے۔

تاریخ بندی میں آچار یہی برہمن نے لکھا ہے کہ رات کا نصف حصہ
 گزرنے کے بعد شہر دیونے خواب دیکھا کہ سلطان الشہداء تشریف لائے
 اور انھوں نے شہر دیونے کہا کہ مجھ کو شہید کر کے آرام سے سوتا ہے،

حکمرانی کے خواب دیکھتا ہے، کل سویرے تو داخل جہنم ہو جائے گا۔
یہ خواب دیکھتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ گھبراہٹ میں اپنے ساتھیوں
کے درمیان سویرے تک بیٹھا رہا۔

سکندر و لوانہ کا رفیق دیرینہ سنگ نکل ساری رات شیروں کی طرح
شہدار کے قبر کے اجمام کو گیدڑوں سے بچاتا رہا، کسی جانور کو قریب نہ
آنے دیا،

دو تین مجاہد جو نہایت نجی تھے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر میر سید
ابراہیم کے پاس پہنچے، اور انھیں شہادت سالار کی خبر دی۔
سید ابراہیم یہ حادثہ جانکاہ سن کر کہتے میں آگئے، پھر کھڑے ہو کر اعلان
کر دیا کہ ہم حضرت کے ہمراہ یہاں آئے تھے وہ دنیا سے رخصت ہوئے، ہم
تہا رہ گئے ہیں، اب ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے، لڑکر شہادت حاصل کریں گے
میں کو مرنا ہو ہمارے ساتھ آئے، تمام لشکر آپ کے ہمراہ آمادہ جنگ تھا،
لوگوں نے سمجھایا، رات گزرنے دیں، ہم لوگ سویرے معرکہ برپا کریں گے،
اور شہادت سالار کا انتقام لیں گے۔

سید ابراہیم غم سے نڈھال ہو کر غافل ہو گئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک
بلند ٹیلے پر سلطان الشہدار لباس سرخ زیب تن کے تخت مرصع پر جلوہ
فگنی ہیں، سید صاحب ہر چند اوپر جانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن راستہ
نہیں ملتا ہے، سلطان الشہدار نے انھیں دیکھ کر فرمایا، ابھی تمہارا وقت
نہیں آیا ہے، صبح تمہارے ذمہ بہت کام ہیں ضروری کام ہیں، پھر شام تک
حم کامیاب ہو کر ہمارے پاس آؤ گے، یہ کلمات کہہ کر سلطان الشہدار
اسپہ ما دیہ جنگ پر سوار ہو کر کسی طرف روانہ ہوئے، سید ابراہیم پیچھے

دوڑے، اور عرض کیا کہ میرے لئے کیا حکم ہے، فرمایا، میرا وجود ظاہری باغ میں جوئے کے نیچے بے گور و کفن ہے، اور پانہنتی سکندر دیوانہ کی لاش ہے، اس پادریہ بھی قریب ہی مردہ پڑی ہے، اور دوسرے شہدار کی لاشیں ادھر ادھر بکھری ہوئی ہیں، تم پہلے سب کو دفن کرو، اس کے بعد شہر دیوے ہمارا قصاص لو، اسی میں تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔

یہ خواب دیکھتے ہی سید ابراہیم بیدار ہوئے، فوراً غسل کیا، بیلداروں کو ہمراہ لے کر باغ آئے، حسب وصیت درخت کے زیر سایہ آپ کا مزار بنایا، سکندر دیوانہ کو بھی برابر قبر بنا کر دفن کیا، پھر گھوڑی دفنائی، پھر شہدار کو سوچ کند میں دفن کر اس کو پاٹ کر مٹی کا تودہ بنا دیا، اور تمام شہدار کی لاشوں کو چھپا دیا۔

اسی وقت سے ظلمتِ کفر سورج کند کی کا فور ہوئی، اور سرزمینِ بہرِ نچ مرکز نور ہوئی، میاں رجب سے، آپ نے جو ارشاد فرمایا تھا اس کا ظہور ہوا۔ سید ابراہیم مدین سے فارغ ہو کر مشرکین پر حملہ آور ہوئے، آپ نے شہر دیو کا نام لے کر نعرہ بلند کیا، شہر دیو کو غیرت آئی، اور وہ مقابلے پر آیا، اور سید ابراہیم کے ایک ہی وار سے جہنم رسید ہوا۔ شہر دیو کے ساتھیوں نے سید ابراہیم کو نہر غے میں لے کر ایک ساتھ مملہ کیا، سید ابراہیم بھی شہادت حاصل کر کے سالار غازی کی بارگاہ میں باریاب ہوئے۔

سید ابراہیم کو دفن کرنے کے بعد ان کے ساتھی مجاہد بھی دادِ شجاعت دیکر منزلِ شہادت پر فائز ہوئے، صرف چند خدمت گار اور دو غلام زخمی زندہ بچے۔

آپ نے جتنے سرداروں کو مختلف مقامات پر شاعتِ اسلام کے

لئے روانہ کیا تھا، سب نے مرضیاً لبِ حائل کی، اور شہید ہوئے۔
 ہر شہر میں سید سالار کے جانشین آرام فرما ہیں، اور باطنی طور پر حکمرانی کر
 رہے ہیں۔

ایک عرصے کے بعد سید حاجی احمد اور سید حاجی محمد سالار ساہو
 کے ملازم شرک سے بہارِ عجیب آئے، اور مجاور کھلائے۔

کرامات و تصرفات

سمٹ رہی ہیں رفتہ رفتہ سرحدین گمان کی
دلیل ہجرات ہے کرامتوں کا سلسلہ

★ حیات و ارثی ★

سید سالار غازی کا مزار پر انوار بھی کرامت کے زمرے میں شمار ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت آپ کے تمام ساتھی شہید ہو چکے تھے، اس کا برقرار رہنا اقتدار غازی کی زندہ و تابندہ علامت ہے۔

آپ کی پہلی کا عوامی اظہار یوں ہوا، کہ موضع نگر در کی ایک امیر بانجھ عورت اپنیوں کے طعنوں اور شوہر کی دھمکیوں سے پریشان ہو کر دربار غازی میں حاضر ہوئی، اور سالار غازی کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اس کو گوہر مراد حاصل ہوا، اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی ہر ہجرات کو شیر خوار کر آئے گئے، رفتہ رفتہ حاجتمندوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا، بہت سے اندھے، بہرے اور لو لے لنگڑے شفا یاب ہوئے،

اسی زمانے میں سید کن الدین اور سید جمال الدین مع اہل دیالہ بندوستان آئے اور ردولی میں مکانات تعمیر کرائے، سید کن الدین کے دو فرزند تھے، اور سید جمال الدین کے ایک دختر تھیں، ان کا نام بابی زہرا تھا، جن دیالہ میں وہ رشکِ ماہتاب تھیں لیکن بنیادی سے محروم تھیں

عمر بارہ سال تھی۔

سید جمال الدین کو بیٹی کی اس کمی کا شدت سے احساس تھا، وہ اکثر غم زدہ رہتے تھے، ایک بار بہرائچ کے چند لوگ آئے، اور انھوں نے کراماتِ غازیؑ کا اظہار کیا۔

جمال الدین نے بیٹی کو بہرائچ لے جانے کا قصد کیا، جب زہرا کو یہ معلوم ہوا، تو انھوں نے منت مانی کہ جب آنکھیں پاؤں کی توساری عمر آستانے پر جا روپ کشی کروں گی، حضرت سید سالار غازیؑ کے تذکرے سن کر زہرا کے دل میں ان دیکھا جذبہ محبت بیدار ہو گیا، وہ ہر وقت مسعود، مسعود رشتی رشتی تھیں، ایک رات زہرا نے خواب میں دیکھا کہ سلطان الشہداء نے اس کا نام لے کر پکارا۔

زہرا نے کہا، عاشق صادق ہوں، آنکھوں کی روشنی عطا فرمائیے، اور جمال جہاں آرا دکھائیے، ورنہ اپنی جان دے دوں گی۔

اسی عالم میں آنکھ کھل گئی، خود کو تنہا پا کر رونے لگیں، گھر کے لوگ جب آئے تو زہرا حیرت و سرست سے والدین سے پوچھ گئیں، کیونکہ ان کی آنکھوں میں روشنی آچکی تھی، اور وہ سب کو دیکھ رہی تھیں، ایک رات پھر سید سالار کی زیارت ہوئی، اور بہرائچ آنے کی بشارت ہوئی۔ سویرے زہرا نے والدین سے منت پوری کرنے کی فرمائش کی۔

سید جمال الدین اگرچہ صاحب ثروت تھے لیکن صاحب دل بھی تھے بیٹی کی کیفیت قلبی سے آشنا تھے، انھوں نے سید کن الدین کے فرزند اور زہرا کے حقیقی ماموں کے ہمراہ زہرا کو دے کر بہرائچ روانہ کیا۔

بی بی زہرا نے بہرائچ پہنچ کر مصروفِ معماروں سے روضہ اظہر تعمیر

کرایا، پھر سالار سیف الدین کا مقبرہ بنوایا، اور روضہ سورج کٹھ شہدار کے نام سے تعمیر کیا، پھر اپنا مقبرہ بھی بنوایا۔

سید رکن الدین کے صاحبزادے اور بی بی زہرا کے ماموں عتیق الہی، اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، عقیقت سالار معظم میں ایسا محو ہوئے کہ انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی، اور عبادت و ریاضت میں مگر گزار کر انتقال کیا۔ اور اسے روضہ میں سپرد خاک ہوئے،

بی بی زہرا کا وصال بھی ۱۳ رجب المرجب کو اٹھارہ سال کی عمر میں ہوا۔ اور قرب سید غازی حاملہ بی بی زہرا کے والدین ہر سال ردولی سے بہرہ رکھتے آتے اور سلطان الشہداء اور بی بی زہرا کے نام کی بارگاہ سجدت، اور عرس سالانہ کی تقریب منعقد کرتے، یہی طریقہ مختلف شکلوں میں آج تک رائج ہے۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے جی چاہتا ہی نقش قدم چومے چلیں
حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ نے فرمایا ہے کہ علمائے ظاہر اپنے علم کے زعم میں عارفوں کے فعل پر معترض ہوتے ہیں اور اپنے کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں، اگر علم باطن سے آشنا ہوں تو راہِ راست پر آئیں اور حقیقت کو سمجھ جائیں
مروانِ خدا، خدا نباشد لیکن زخدا، جُدا نباشد

صاحبِ مراتب سعودی نے تحریر کیا ہے کہ بنارس سے ایک بڑا ہجوم ذوق و شوق کے ساتھ گاتا بجاتا ہوا چتر و نشان لئے ہوئے مزارِ مسعود غازی پر چڑھانے لئے جاتا تھا، جب یہ جلوس جو پور پہونچا، تو یہاں کے ہزاروں عقید مندوں نے اس جلوس کا استقبال کیا، اور خود بھی شامل ہو کر سپر رکھ گجانب روانہ ہوئے۔

یہ والہانہ عقیدت اور جذبہ محبت ایک شکر کرامات اولیاء سے نہ دیکھی گئی
وہ قاضی شہر کے عہدہ پر فائز تھا اور درس و تدریس بھی دیتا تھا، وہ اپنے شاگردوں
کے براہ ایک کثیر جماعت لے کر اس بدعت کو روکنے کی غرض سے گیا، قریب
جا کر جب اس معلم جمل پرست نے تلوار نکال کر نشان پروار کرنا چاہا، کہ ناگاہ
ایک طمانچہ سفید اس قاضی معظم کے منہ پر پڑا، وہ بد مذہب اسی جگہ ہلاک
ہو گیا، اور اس کا منہ مثل توڑے کے سیاہ ہو گیا۔ ہر جگہ اس واقعہ کی شہرت
ہو گئی، اور لوگ بارگاہ غازی میں اور زیادہ مؤدب ہو گئے۔

ایک اور واقعہ ہے جس سے عظمت سالار غازی کا اظہار ہوتا ہے، کہ اللہ
کی راہ میں جان و عزیز کو قربان کرنے والے حیات جاوداں حاصل کر لیتے ہیں اور
کائنات ان کے زیر اقتدار ہوتی ہے۔

حضرت بنگی میاں شاہ ولایت امیشی نے اپنے حجام کو بلایا، وہ گھبراہوا
تاخیر سے حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس پریشانی کا باعث کیا ہے؟ اس نے
عرض کیا، حضور، میلہ بہرائچ کا ختم ہونے والا ہے مجھے بھانپا رت کا شوق ہے
حضرت کی خدمت سے فراغت حاصل ہوتے ہی بہرائچ روانہ ہو جاؤنگا۔
حضرت نے تبسم فرمایا اور ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ: کیوں خلق خدا
کسبے فائدہ بلاتے ہو، اہل بناتے ہو، اپنے حجام کو یہ رقعہ دے کر کہا کہ فلاں
باغ میں تمہیں ایک سوار سرخ پوش نظر آئیں گے، یہ رقعہ انھیں کو دیدینا اور
ان سے جواب بھی لیتے آنا، حجام بہرائچ آکر جب باغ کے اندر گیا، تو وہاں اس
کو ایک نوجوان خوب رو سرخ پوش نظر آیا، اس سوار نے حجام سے خود کہا کہ رقعہ
کہاں ہے، حجام نے باادب سلام کر کے رقعہ پیش کیا، آپ نے رقعہ کی پشت
پر لکھ دیا کہ: سبحان اللہ آپ اپنی سبکی کا حجام رعیت محکوم تو روکا نہ جاسکا۔

جس خلق خدا کو روکنے کا رقعہ لکھا، یہ سب کارخانہ خدا ہے، اس میں اختیار کس
 کا ہے۔

پھر سالار مسعود غازی اپنا نام تبا کر رخصت ہوئے، حجام نے وہ رقعہ
 واپس آکر بندگی یاں کو پیش کیا۔ اور پورا واقعہ بیان کیا۔ *

* مشکل میں مدد فرماتے ہیں سردار مرے سالار مرے

کام آتے تھے کام آتے ہیں، سردار مرے سالار مرے

۔۔۔ حیات دارش

دربار سالار میں فیروز شاہ تغلق

ایک دن والدہ سلطان فیروز شاہ تغلق دہلی میں محل سرا کے اوپر جلوہ افروز تھیں، ایک جلوس نظر آیا، جو رنگ برنگے جھنڈے لے گاٹا، بجاتا چلا جا رہا تھا، انھوں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں، خواہصوں نے عرض کیا، یہ سید سالار غازی کے مزار پر انوار پر جا رہے ہیں، وہاں جا کر نیزے چڑھائیں گے، ان کی مرادیں برآئی ہونگی، ان کی منزل بہرائچ ہے

والدہ شاہ نے منت مانی کہ اگر سلطان ٹھٹھہ کا محاذ فتح کر لیں گے تو ان کو لیکر سالار غازی کی زیارت کو بہرائچ جاؤں گی، اور زرد و جواہر نذر کر دوں گی، ادھر ٹھٹھہ کے محاذ پر سلطان فیروز شاہ تغلق کو شکست ہوئی، وہ بھی کڑا گناہ ادا وغیب آئی، اور کچھ سوار ظاہر ہوئے، جنھوں نے دشمنوں کو شکست دی سلطان فتح مند ہو کر دہلی واپس آئے، ان کی والدہ نے اپنی منت کا اظہار کیا، سلطان فیروز شاہ تغلق والدہ گرامی کے حکم پر بہرائچ حاضر ہوئے۔

بعض لوگوں نے سلطان سے کہا کہ اس روز منے میں مزار نہیں ہے۔
لوگ دھوکا کھاتے ہیں اور بلا سبب زیارت کو آتے ہیں۔
سلطان کے دل میں شک پیدا ہوا، اور اس کو حقیقت کی جستجو ہوئی،

اس زمانے میں سید محمد ماہ قدس سرہ حیات تھے، یہ بزرگ اور ولی کامل تھے، سلطان فیروز شاہ تغلق سید ماہ کے روبرو حاضر ہوا، نذر پیش کرنے کے بعد اپنا مقصد بیان کیا، آپ نے کچھ دیر کے بعد فرمایا، کہ فلاں روز فلاں تاریخ اور فلاں وقت اسی روضہ کی قبر سے سلطان الشہداء ظاہر ہوئے، اور ٹھٹھہ کی طرف تمہاری اعانت کو تشریف لے گئے، میں نے دیکھا کہ فتح حاصل ہونے کے بعد اسی روضے میں واپس تشریف لے گئے۔ سلطان نے روزنامہ طلب کیا، اور تاریخ و دن بالکل صحیح پایا، سلطان کو سید ماہ سے نہایت عقیدت ہوئی، اور ہر ماہ سید سالار غازی سے شاد کام ہوا۔

پھر حضرت سید ماہ کو براہ لے کر آستانہ غازی پر حاضر ہوا۔ خود مع حضرت سید ماہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر لشکریوں کو زیارت کراتا تھا۔ اور محل بھی جھلتا جاتا تھا۔

سلطان نے ولی کامل حضرت سید ماہ سے عرض کیا کہ غازی اسلام کی کوئی تازہ کرامت سنائیے، حضرت ماہ نے تبسم فرمایا، اور کہا کہ اس سے بڑھ کر کرامت کیا ہوگی کہ شاہ و گداد دونوں درباری کر رہے ہیں، اور محل جھل رہے ہیں، سلطان اگرچہ بادشاہ تھا، لیکن دل حق آگاہ تھا، اس محلے کی بلاغت کو سمجھ گیا۔

تاریخ فیروز شاہی، مصنف شیخ ضیاء برنی نے بہرائچ حاضری کا ذکر مختصر لکھا ہے کہ جب سلطان محمد فیروز شاہ تغلق نے عین الملک کے فساد سے فرست پائی، بانگو مو سے بہرائچ حاضر ہوئے، اور مزار سلطان الشہداء کی زیارت کی، مجاوروں کو بہت کچھ نذرانے دیئے، پھر احمد یاز کو لکھنوتی کی

حکومت پر نامزد کیا، اور خود دہلی کی ماہ لی۔

قطب الوقت حضرت راجی سید نورمانچپوری کو اولاد کی تمنائیں، زوجہ سید نور نے خدائے دعا مانگی کہ اگر بیٹا پاؤں گی، تو بہرِ حج زیارت کے لئے جاؤں گی، خدانے فرزند عطا کیا، سید مبارک نام رکھا گیا۔

سید نور کو خواتین کی روانگی میں عذر تنگ دستی تھا، اور اپنی بے مائیگی پر طول تھے، کہ سلطان الشہدار اسپ مادہ خنک پر سوار تشریف لائے، اور فرمایا، کہ تم کو بہرِ حج پہنچنے میں دشواری تھی، اس لئے ہم خود آگے، تمہاری تکلیف ہم کو گوارہ نہیں ہے، سید نور فرزند کو لائے، آپ نے پیار کر کے دعا دی، سید صاحب نے دیکھا کہ ایک شخص سروپا برہنہ گھوڑی کا لگام پکڑے کھڑے ہے، پوچھا یہ کون مرد عالی مقام ہے، فرمایا، میرے رفیقِ دیرینہ سکندر دیوانہ ہیں، میرے عاشق زار ہیں، سلسلہ فاقہ اب تک برقرار ہے، حضرت شیخ مخدوم سید جہانگیر اشرفؒ نے اپنے بیسویں مکتوب میں سادات بہرِ حج کو نہایت مشہور النسب تحریر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت سید ابو جعفر میراہ سے مجھ کو نیاز حاصل تھا، یہ مرد خدا بڑا صاحب تقویٰ اور اہل دل تھا، ایک بار طواف مزار تبرک سلطان الشہدار میں روحانیت سید الشہدار حضرت خضر اور سید میراہ کو یکجا پایا۔

شیخ مرتضیٰ ملفوظ سید میر سلطان قدس سرہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید میر سلطان نے دہلی میں حوضِ نمسی میاں اور سورج کندہ کی ایک پرانی قبریں بارہ سال گزارے۔

باہر اگر دیکھا کہ ایک سوار اسپ مادہ خنک نے برص کے ایک مریض کو چابک ماری، اور سید سلطان کو درویش کہہ کر خطاب کیا، آپ نے جواب نہ دیا،

دوبارہ پھر مریض کو چابک ماری، پھر میر سلطان کو درویش کہہ کے پکارا، لیکن انھوں نے جواب نہ دیا، پھر دو چار چابک ایسے لگائے کہ وہ مریض گر کر زمین پر لوٹنے لگا، اور پھر صحت مند ہو گیا۔ مریض تو اپنی راہ چلا گیا، سوار نے سید سلطان کو پھر درویش کہا۔ تیسری بار قطب جہانگیر فرمایا: سید میر سلطان گجرات کر تین روز قبل انھیں یہ خطاب ملا تھا مگر کسی نے عالم شہادت میں نہیں سنا تھا، اس کے بعد میر سید سلطان فوراً دوڑ کر سامنے آئے، پوچھا: خیر کہاں سے تشریف لائے۔ فرمایا: بہرائچ مقام ہے مسجد غازی نام ہے۔ اس کے بعد میر سید سلطان بہرائچ حاضر ہوئے، اور روح پاکِ مسجد کی برکتوں سے فیضیاب ہو کر درجہ ولایت حاصل کیا۔

حضرت شیخ شرف الدین سحیحی منیر ٹی سے ایک مرید نے پوچھا کہ ہر شہر اور ملک کے لوگ سلطان الشہداء کی زیارت کو جاتے ہیں کیا ان کو فیض حاصل ہوتا ہے؟

حضرت شیخ نے جواب دیا کہ اگر خلائق تمام روئے زمین کی جائے، تو تصرف سلطان الشہداء سے فیضیاب ہو۔ *

اختتامیہ

دق تمام ہوا اور مدح باقی ہو سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکار کی۔ غالب

حضرت سلطان الشہداء سیدنا سالار مسعود غازیؒ کی کرامات و تصنیفات کا شمار ناممکن ہے۔ میں نے جو واقعات و کرامات لکھے ہیں اس کے تاریخی شواہد معتبر کتب میں موجود ہیں۔

حضرت سلطان محمد عارف علی شاہ صاحب سجادہ مجکواں شریف کے بقول اس کتاب کا وجود میں آنا بھی سالار غازیؒ کی زندہ کرامت ہے ورنہ اس کام کو کسی صاحب علم و کمال سے لینا تھا، مجھ جیسے کم علم و حقیر انسان سے اس عظیم کام کی تکمیل کرا لینا سلطان الشہداء کی کرامت علمی ہے۔ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی ایسا واقعہ شامل نہ ہونے پائے جس کا تاریخی ثبوت نہ ہو۔

خدا شکر ہے کہ میری دیرینہ خواہش سید سالار مسعود غازیؒ کی شکل میں پوری ہو رہی ہے

یہ بھی غازیؒ اسلام کی کرامت ہے کہ ان کے ایک ہزار سالہ یوم ولادت کے سعید و تبرک موقع پر اس کتاب کا اجرا ہو رہا ہے۔
گر قبول افتد زبے عز و شرف

تاریخی کتب

اسے کتاب کے ترتیب میں درج ذیل تاریخی کتب سے کتاب فیض کیا گیا

- ① مرآت مسعودی
- ② غراناۃ مسعود
- ③ تاریخ فرشتہ
- ④ روضۃ الصفاء
- ⑤ تاریخ ہندی
- ⑥ تاریخ ملا محمد غزنوی
- ⑦ تاریخ جہاں آراء
- ⑧ تاریخ محمودی
- ⑨ کنز العمال
- ⑩ نہاج السراج
- ⑪ روضۃ الشہداء
- ⑫ صبح صادق
- ⑬ جیب السیر
- ⑭ تاریخ زین الماثر
- ⑮ تاریخ فیروز شاہی
- ⑯ مسعود غازی
- ⑰ ملفوظ میر سید سلطان
- ⑱ نغرات

نثر شدہ ہیں اب بھی ان کتابوں کے درج
موجود ہیں جن کی تشریحات میں ابھلا کے

حیاتِ تاریخی

جل کے نہ جہاں شاہ بھی چراغ اپنے
ہاں ہے آج بھی روشن قلندر کے چراغ عارفِ مخفی

خرابِ عقیدت

فُحْدُ اسْلَمِ نَدْوٰی

لفظ سالار اور سید سالار کے لقب سے ایک عظیم اور قابلِ تقلید کردار صاحبِ نسبت، نسب سے آراستہ عظیم المرتبت شخصیت کا خاکہ ابھرتا ہے، مجھ اور میرے قلم کو اس بات پر غم ہے کہ اس وقت ہندوستان کی سلامیت، دینی حیات، جوشِ ایمان، ایثار فی اللہ کی نمائندہ اور برصغیر میں مسلمانوں کی تاریخ کے ذاتِ اعظم سید سالار مسعود غازیؒ کے سلسلے میں کوشاں ہے۔ دنیا کی کوئی قوم یا سلطنت اور تحریک اپنے بانیوں، داعیوں اور مضبوط صف بندیوں کی جدوجہد سے زندگی کی سانس حاصل کرتی ہے، اور زندگی کی یہ سانسیں صرف اس مرحلے تک ساتھ دیتی ہیں، جہاں تک ان کی جدوجہد کا نورا اور صف بندیوں کی شوکت کا رفرار ہوتا ہے اور مستقبل کا ہر لمحہ ان کی زندگی کو فنا کی طرف لے جاتا ہے، اموہیوں کی شوکت سو برس کے بعد زندہ نہ رہ سکی عباسی خلافت کا عرصہ کچھ طویل بھی، لیکن آج وہ تاریخ کے ایک موضوع سے زیادہ کچھ نہیں، فاطمی، عثمانی، اسلامیانِ اُندلس، غلامانِ ہند، اور عظیم مغل خوارزم شاہی اپنے اپنے دور کے سیاسی شمس و قمر تھے، لیکن آج کی زندگی میں انھیں ستاروں کی جھللا بہت بھی نصیب نہیں، آج کسی سلطان کا تذکرہ قصہ گوئی

کی لذت اور تحقیق کے نام پر تاجرانہ مقصد سے تو کیا جاسکتا ہے لیکن قلوب کے احقرام، کائنات کے التفات خصوصی اور عام مقبولیت سے ان کو کوئی حصہ نہیں ملتا، انھوں نے اپنی کوششوں اور کارناموں کا صلہ اپنی زندگیوں میں حاصل کر لیا تھا۔

عوامی توجہ، کون و مکان کی محبت اور دلوں کی مرجعیت صرف ان کو ملتی ہے جن کی کاوشیں اللہ کی مرضی، حب رسول معظمؐ کون و مکان کی فلاح و اعیان خلوص اور اعلا رکھنے اللہ کی خاطر ہوتی ہیں۔

قریش پر وائے رسالت حضرت خبیثؓ کو نیزوں سے چھلنی کر رہے ہیں۔ مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستگی چھوڑ دیں، وہ حضرت خبیثؓ شعر پڑھتے ہوئے دامن نبوت کے سایہ عاطفت میں اپنی جان عزیز قربان کر دیتے ہیں۔

فلت ابالی حین اقتل مسلماً علی ای شق کان للہ مصرعی ترجمہ: مجھے پرواہ نہیں کہ جب میں حالت ایمان میں قتل کیا جا رہا ہوں، اور کیا فرق ہے کہ میں کس رخ سے پچھاڑا جاؤں۔

یہ طبقہ دین و ملت، پیغام الہی، نور نبوت کا داعی طبقہ ہے، صحابہ کرام اہل بیت عظام، تابعین و صدیقین، شہداء اور اولیائے کاملین بالترتیب اپنے اپنے دور میں نمائندگی کرتے ہیں۔

سید سالار مسعود غازیؒ ہندوستان میں، حضرت امیر حمزہؓ، حضرت خبیثؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور شہداء عظم سیدنا امام حسینؓ شہید کر بلا کے نمائندے ہیں۔

ہندوستان وہ خوش نصیب ملک ہے جس میں اسلامی خمیر کو جس خون

سے گوندھا گیا ہے، وہ خون سید سالار محمود غازیؒ امان کے ساتھیوں اور بابرکات مجاہدوں کا ہے۔

سید سالار محمود غازیؒ سلطان محمود غزنویؒ کے بھانجے تھے، وہ اپنے بااختیار شہنشاہ ماموں سے کسی صوبے کی گورنری قبول کر سکتے تھے، مگر اسلامی ہند کے جدا مجداتی حقیر چیز کیا قبول کرتے، وہ ہندوستان میں دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرسبز کاشت کے لئے ہفت اقلیم ٹھکرا سکتے تھے۔ وہ حدیث رسولؐ کی اصطلاح بن کر جہاد فی اللہ کے میدان میں غزنی سے سفر کرتے ہوئے بہر حال تک آئے اور اپنے قلیل التعداد ساتھیوں کے ساتھ باطل قوتوں سے ٹکراتے رہے۔

کسی بھی موضوع نے کہیں بھی ان کے متعلق کسی منزل پر بھی جھجک کی روتا نہیں نقل کی ہے۔ یہ عقلاً ممکن بھی ہے کیونکہ نفس مطمئنہ کا ہر فیصلہ سوچا سمجھا ہوتا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلٰیاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا حُزْنٌ یَّخْزُوْہُ سید سالار غازیؒ برصغیر میں دعوت الی اللہ کے موضوع پر امام ہیں۔

ان کی نیابت بعد میں اپنے اپنے ڈھنگ سے خواجہ معین الدین چشتی، قطب الدین بختیار کاکی، گیسو دراز، فرید الدین گنج شکر، مخدوم سید جہانگیر اشرف سمنانی، مخدوم شیخ سارنگ، خواجہ نظام الدین، علاؤ الدین صابرؒ اور حاجی دار علی شاہؒ نے کی اور آج بھی یہ نیابت جاری ہے، اس ملک میں تبلیغ دین متین کرنے والوں کے لئے سید سالار غازیؒ کا دلولہ، جذبہٴ ایثار اور مجاہدانہ زندگی نمونہ عمل ہے۔

میں ذاتی طور پر ملک کے ممتاز ادیب و شاعر جناب حیات وارثی کی اس متبرک کاوش کو عظیم کارنامہ قرار دیتا ہوں، حیات وارثی نے سید غازیؒ کے

حالات و واقعات کو کتابی شکل دے کر اسلامیان ہند پر احسان کیا ہے
اور ان کی رہنمائی کی ہے، اکابرین کے کارنامے زندہ قوموں کی تقدیر بدل
دیتے ہیں۔

ودھان بھون بکھنؤ
مؤنہ سہ ستمبر ۱۹۸۳ء

جناب ڈاکٹر عمار رضوی
وزیر تعلیمات عامہ قومی یکجہتی، پارلیمانی امور

سید سالار مسعود غازیؒ

سید سالار مسعود غازیؒ کا شمار ان بزرگانِ دین میں ہوتا ہے جن کی ذات سے حق و صداقت کی روشنی کا دائرہ وسیع ہوا ہے، انھوں نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں وہ لازوال اور بے مثال ہیں۔

آج بھی ان کا آستانہ عالیہ قومی یکجہتی اور اتحاد باہمی کاسب سے بڑا سنگم ہے، ان کے عرس اور میلہ میں ملک کے دور دراز علاقوں سے تمام اہل وطن جس عقیدت اور دالہا جذبہ محبت سے حاضری دیتے ہیں، وہ مناظر آپ اپنی مثال ہیں۔

مجھے نہایت خوشی ہے کہ سید سالار مسعود غازیؒ کے ایک ہزار سالہ جشن ولادت کے موقع پر حیات داری کی یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔

میں اپنی نیک خواہشات پیش کرتے ہوئے اس کتاب کا پر تپاک خیر مقدم کرتا ہوں۔

یہاں رہا

(عمار رضوی)

جناب حیات داری صاحب
باغ انوار۔ رکاب گنج، بکھنؤ

جناب عبدالرحمن خان نشتر

وزیر چل و مسلم اوقاف اتر پردیش سرکار
صدر اقلیتی شعبہ اتر پردیش کانگریس کمیٹی آئی سکھٹو
۸ کالیداس مارگ
۱۲ ستمبر ۱۹۸۳ء

محرمی جناب وارثی صاحب

سلام مسنون

گرا می نامہ صادر ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ!
اس میں کوئی شک نہیں کہ شمالی ہندوستان میں سلطان الہند
حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ عالیہ، قومی یکجہتی و
روادری کا نہ صرف آئینہ دار ہے، بلکہ علم بردار و پیغام بر بھی ہے، مجھے امید
ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ کتاب "سید سالار مسعود غازی" تمام ملک کے
لئے مفید ثابت ہوگی، اور جمہوری شعور عوام میں پیدا کرے گی۔
کتاب مذکور کب تک شائع ہوگی۔ مطالعہ کے لئے دل بیتاب ہے۔

نقط
خیر اندیش

عبدالرحمن خان نشتر

عبدالرحمن خان نشتر

جناب حیات وارثی صاحب

جنرل سکریٹری

آل انڈیا ہندی اُردو شکم، باغ انوار، بکھٹو

اظہار حقیقت

محرم حیات واری صاحب سلام سنون
سلطان الشہداء حضرت سید سالار مسعود غازی کی حیات مقدسہ پر کتاب
تصنیف فرما کر اپنے ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا ہے، جب بھی کوئی
بیدار مغز قلم کار وقت کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے قلم اٹھاتا ہے، تو
یقیناً کارنامہ انجام دیتا ہے۔

حضرت آفتاب شہادت کی درگاہ فلک بارگاہ سے بحیثیت سربراہ
ڈائمنسٹر مشرعی متعلق ہونا بلاشبہ میری خوش قسمتی ہے، آپ نے اس بیش بہا
تصنیف کا انتخاب میرے نام کر کے ذرے کو آفتاب بنانے کی سعی کی ہے
میرے لئے تو یہی شرف باعث افتخار ہے کہ مجھے حضرت سالار اعظمؒ کے خدمت
گزاروں میں شمار کیا جاتا ہے، آپ کی اس ذرہ نوازی نے میری اس حیثیت
کو مستند بنا دیا ہے۔

میری دلی تمنا ہے کہ جس خدمت کے لئے مجھے منتخب کیا گیا ہے میں اُسے
بحسن و خوبی انجام دیتا رہوں، اور میرا شمار حضرت کے غلاموں میں ہوتا ہے،
میں حضور احدیت پناہ میں دعا گو ہوں کہ آپ کی یہ تصنیف مقبول خاص
و عام ہو کر، تشنگان معرفت کے لئے چشمہ فیضان ثابت ہو، اور زندگان
خدا اس سے سیراب ہوتے رہیں۔ آمین۔ اشعر نوری کا شعر ہے۔

کتے تابندہ ہیں مقل کی زمین کے ذلے کتنا روشن ہے چراغ سیراناں یارو

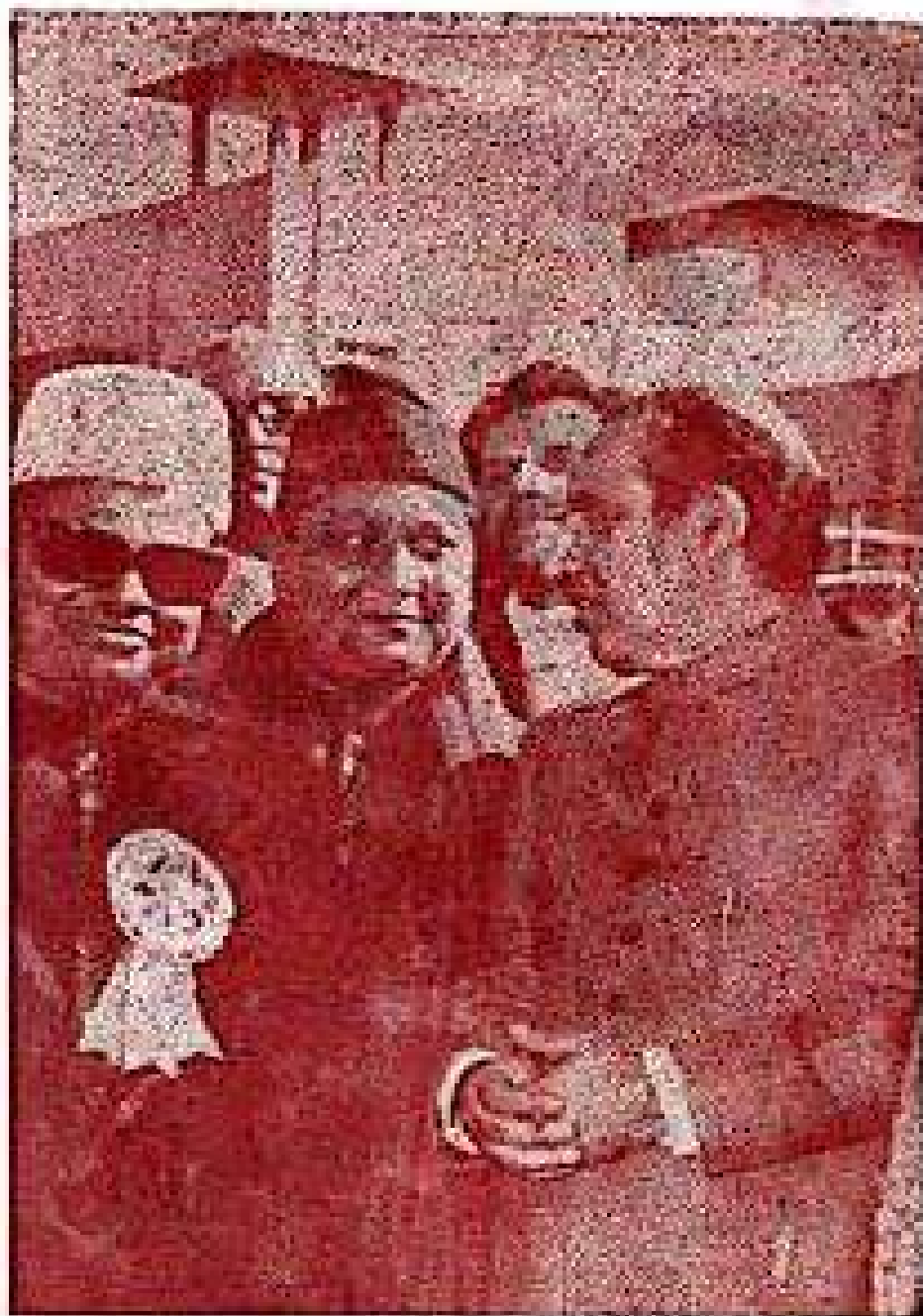
احقر۔ نظم الہی
۶۸۳/۸-۱۷

محمد نظام الدین خاں ایڈوکیٹ ایڈمنسٹریٹر
درگاہ حضرت سید سالار مسعود غازی بہار

○ اُسبھار (ہندی)	○ اسیر لمے
○ آبغیں (ع)	○ حاجی وارث علی شاہ
○ لکھنؤ آئینہ فیض میں (طویل نظم)	○ پیغام اتحاد
○ نیا آبغیں دریدیائی نظمیں	○ نور و نکبت
○ جیوتی جاگ انڈیا میں (ہندی)	○ صہبائے حرم
○ مجموعہ	○ آئینہ جمال
○ سید سالار مسعود غازی	○ نقیب بکھر

اُجالوں کے سفیر تاریخ جنگ آزادی
(اردو دہلی)

جس کی رسم اجرا جولائی ۱۳۵۷ء کو وزیراعظم ہند سربیتی اندا گاندھی نے اپنی قیام گاہ ۱۔ اکبر روڈ نئی دہلی میں کی۔



**H. S. Naimatullah, Junaid Siddiqi
Hayat Warsi, Syed Mir Qasim
(Ex. Chief, Minister J.&K.)**



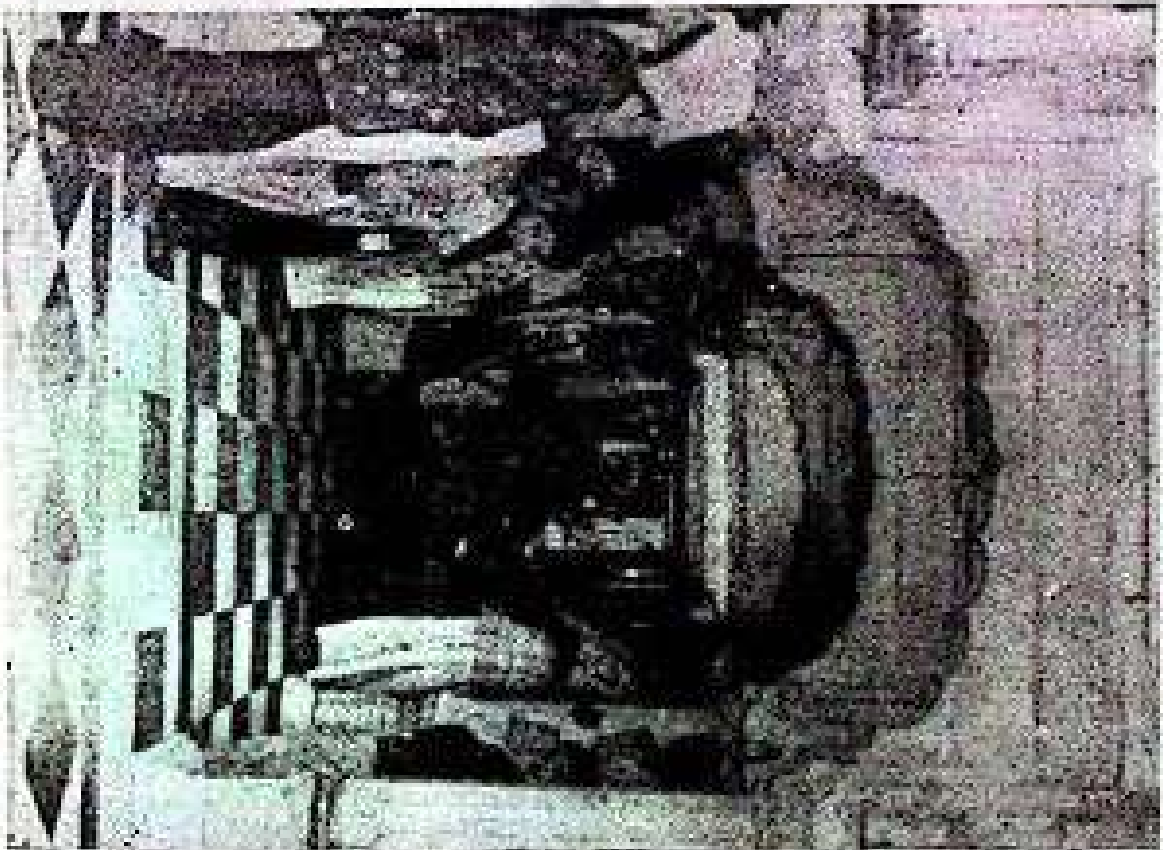
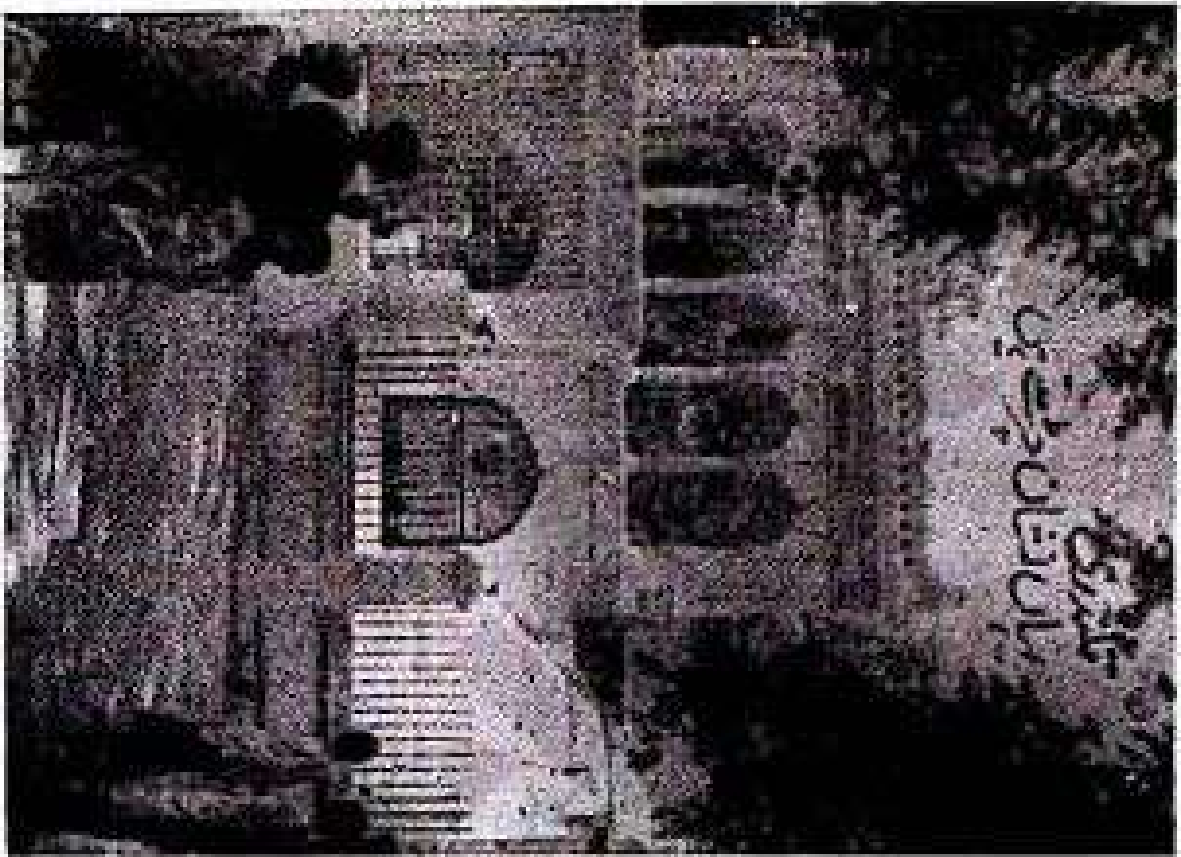
Mr. Mohd. Nazeer Khan
Manager :
Dargah Sharif, Bahraich

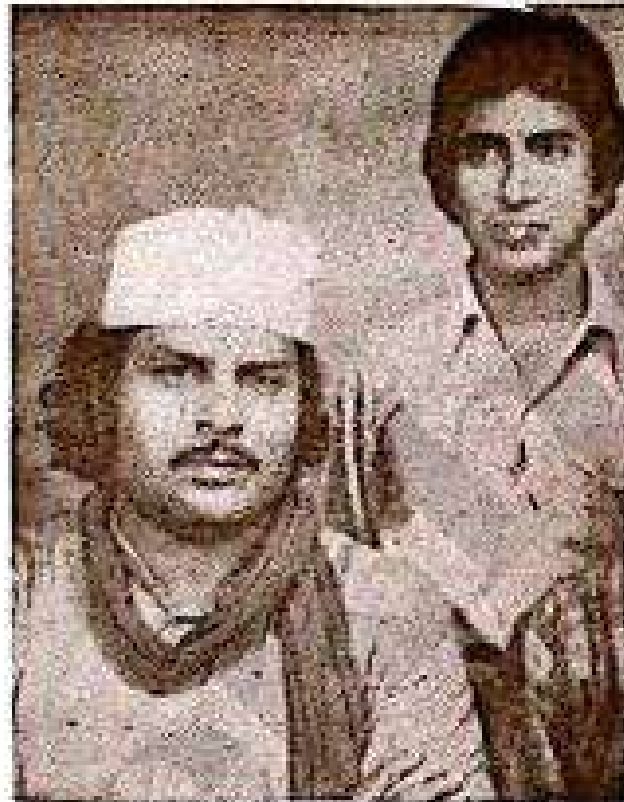


Dr. Saeed Arifi



Mr. Ashar Noori





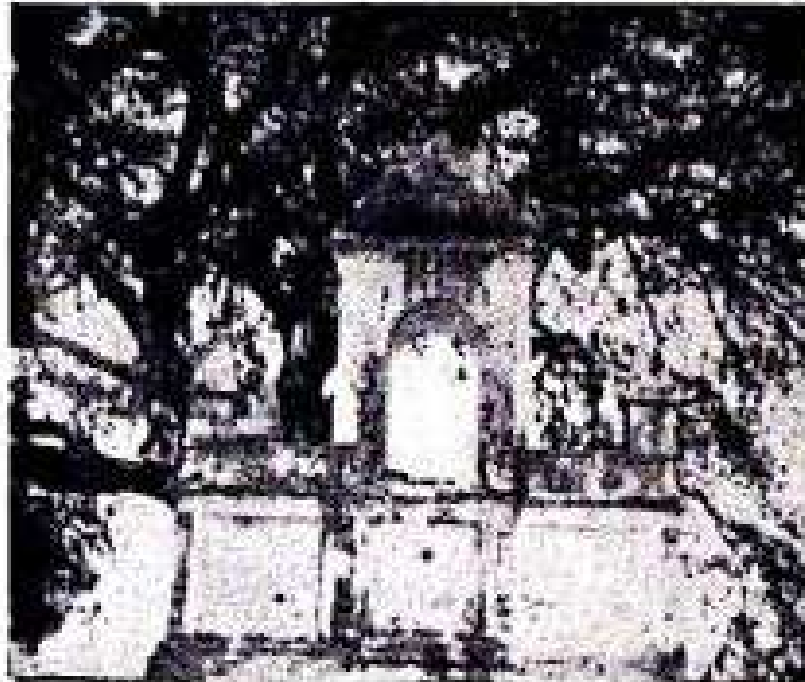
Shah Sultan Mohd. Arif Ali Shah
& Hasan Kazmi



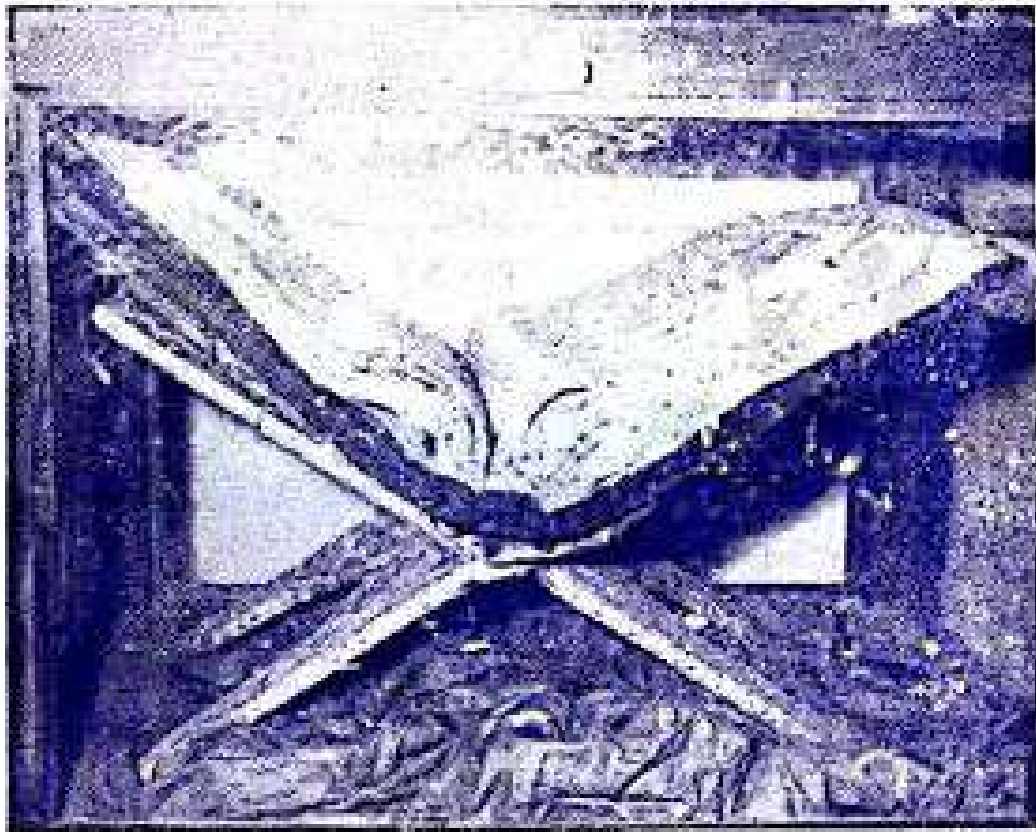
Hayat Warsi & Dr. Ammar Rizvi Minister, U.P.



انارکلی پر واقع سید صاحب کی نشست گاہ جہاں پر ہمیشہ کرفصلہ سنا کرتے تھے



انارکلی پر واقع پیر حسد کا مزار



قرآن مجید حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد کا جواب بھی درگاہ شریف میں موجود تھا۔



پیر بن شریف جو شہادت کے وقت سالار غازیؒ کے جسم پر موجود تھا

